حسن بصری اور حضرت علی کیساتھ انکا اتصال

ڈاکٹر محمد مظہر بقاؔ

حضرت حسن کا نام و نسب

حسن نام ہے اور ابو سعید کنیت' بصری کی نسبت سے معروف ہیں - مدینہ میں پیدا ہوئے - اسوقت جب کہ خلافت فاروقی کے دو سال باقی تھے - اس حساب سے سنہ ولادت ۲۱ھ / ۶۴۲ء ہوتا ہے -

انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کے مضمون نگار' نکلسن لکھتے ہیں کہ :-

"Hasan Al-Basri (Abu Sa'īd) was born at Wadi 'l-Qura.

گویا نکلسن حضرت حسن کی جائے پیدائش مدینہ کے بجائے وادی القری[1] قرار دیتے ہیں - نکلسن نے اپنے اس مضمون کے

---

[1] یاقوت حموی کہتے ہیں کہ وادی القری مدینہ کے اعمال میں مدینہ اور شام کے درمیان ایک وادی ہے جسمیں بہت سی بستیاں تھیں جو اب ویران ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے فارغ ہوکر اسے فتح کیا تھا اسکے بعد وہاں کے لوگوں نے جزیہ پر صلح کر لی تھی - ابو عبید اللہ السکونی کہتے ہیں کہ وادی القری اور حجر اور جناب پرانے زمانہ میں ثمود اور عاد کے مسکن تھے جن کے آثار ابتک باقی ہیں' پھر یہ یہود کے مسکن بنے پھر اسمین قضاعہ پھر جہینہ اور عذرہ اور بلی آباد ہوئے (معجم البلدان ۳۳۸/۱۹'۳۴۵) اور حجر وہی ہے جہاں غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور نے قیام فرمایا تھا اور اسکے کنویں کا پانی استعمال کرنے سے منع فرمایا تھا -
(معجم ما استعجم ۱-۳۲۹'۳۳۰)

مما من بہ علی عبدہ
الدکتور محمد عبدالحلیم الچشتی

اثناء میں اور اسکے آخر میں حسب ذیل عربی مآخذ کا حوالہ دیا ہے -

طبری کی تاریخ، شعرانی کی الطبقات الکبری، ابن قتیبہ کی معارف، ابو طالب مکی کی قوت القلوب، ابن خلکان کی وفیات اور علی ہجویری کی کشف المحجوب - لیکن ان مآخذ میں سے کسی میں یہ نہیں کہ حسن وادی القری میں پیدا ہوئے - اسکے برخلاف ابن خلکان، جو نکلسن کے مآخذ میں سے ایک ماخذ ہیں اسکی تصریح کرتے ہیں کہ حسن مدینے میں پیدا ہوئے البتہ اسکے ساتھہ ساتھہ وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ''نشاء بوادی القری'' یعنی انکا نشو و نما وادی القری میں ہوا۱۔ ابن سعد نے بھی مدینہ کو جائے ولادت بتا کر لکھا ہے کہ انکا نشو و نما وادی القری میں ہوا۲ اور ابن قتیبہ جائے ولادت کے بارے میں خاموش ہیں اور نشو و نما وادی القری میں بتاتے ہیں۳۔

لسان العرب میں ہے نشاء ینشاء نشوءا و نشاء و نشاءۃ و نشاءۃ: حیی و انشاء اللہ الخلق ای ابتداء خلقهم - و نشاء ینشاء نشأ و نشوءا و نشأ'' ربا و شب و نشأت فی بنی فلان نشأ و نشوءا، شبلیت فیهم۴-

معلوم ہوا کہ نشاء کے دو معنی ہیں ایک زندہ ہونا

---

۱ (وفیات ۱/۳۰۴، ۳۰۰)
۲ (طبقات ۷/۱۵۶، ۱۵۷!)
۳ (معارف ۱۹۴، ۱۹۰) -
۴ (۱/۱۶۵) -

دوسرے پرورش پانا - نشأ کے معنی پیدا ہونے کے نہیں کہ نشأ بوادی القری کا ترجمہ "was born at wadi 'l-Qura" کر دیا جائے اور نکلسن جیسے عربی کے فاضل سے یہ بعید بھی ہے پھر اسکے سوا کیا کہا جائے کہ ان سے یہ مسامحت ہوئی ہے -

نکلسن کی یہ بات دور رس اثرات و نتائج کی حامل ہے تفصیل تو بعد میں آئیگی' لیکن یہاں اتنا اشارہ ضروری ہے کہ مدینہ یا بصرہ یہی دو مقامات ایسے ہو سکتے ہیں جہاں حضرت علی کے ساتھہ حضرت حسن کا لقاء ممکن ہے - مسلم مورخین کے یہاں یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ بصرہ میں دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی' یہ بھی ملتا ہے کہ حسن کا نشو و نما وادی القری میں ہوا' اب صرف مدینہ رہ جاتا ہے کہ اگر وہاں پیدائش مان لی جائے تو جس مدت تک بھی حسن مدینے میں رہے ہوں' اسمیں لقاء کا امکان رہتا ہے اور اگر یہ کہدیا جائے کہ وہ پیدا ہی وادی القری میں ہوئے' تو یہ امکان بھی ختم ہو جاتا ہے اور اسطرح احادیث پر اسکا جو اثر مرتب ہوتا ہے اس سے قطع نظر اس اساس پر بھی کاری ضرب پڑتی ہے جس پر تصوف کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے کیونکہ تصوف کے بیشتر سلسلے حسن کے توسط سے علی تک پہونچتے ہین -

ابن حیان نے لکھا ہے کہ حسن " ربذہ " مین پیدا ہوئے اور مدینے مین انکا نشو و نما ہوا - ساتھہ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ ان کا نشو و نما مدینہ میں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ وادی القری مین[1] - " ربذہ " مدینہ

---

[1] (اخبار القضاۃ ۲/۳'۴) -

سے حجاز کے راستہ میں تین یوم تقریباً (۸۴ میل) کی مسافت پر ایک گاؤں ہے جسمیں حضرت ابو ذر غفاری رض کی قبر بھی ہے۱ حضرت عمر نے ربذہ کو اونٹوں کی چراگاہ کیلئے مخصوص کردیا تھا۲ -

آپکی والدہ کا نام خیرہ۳ تھا جو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۴ والد کا نام یسار۵

---

۱ (معجم البلدان ۹/۴۳)

۲ (معجم مااستعجم ۶۳۳/۲) -

۳ خلیفہ ابن خیاط (طبقات ص ۲۱۰/۱۰) نے والدہ کا نام ''حبرہ'' لکھا ہے جو بظاہر خیرہ کی تصحیف ہے اور ابن حیان (اخبار القضاۃ ۵/۲) نے ''صفیہ'' لکھا ہے -

۴ بیشتر تذکرہ نگار یہی لکھتے ھیں - لیکن ابن سعد نے (طبقات ۱۵٦/۷) خود حضرت حسن کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ میرے والدین بنو نجار کے ایک شخص کے غلام تھے ' اس نے انصار میں سے بنو سلمہ کی ایک عورت سے شادی کی اور دونوں کو مہر کے طور پر اسے دیدیا ' اس عورت نے دونوں کو آزاد کر دیا - حضرت حسن کا یہ قول ذکر کرنے کے بعد ابن سعد لکھتے ھیں کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ ام سلمہ کی باندی تھیں - (ایضاً)

۵ تذکرہ نگار عام طور پر حسن بصری کے والد کا نام یسار بتاتے ھیں لیکن طبری نے انکے والد کا نام حبیب لکھا ہے اور مذھباً انہیں نصرانی بتایا ہے (تاریخ ۲۰۲۹/۱-۱) اور ابن کثیر نے یسار کے ساتھ ساتھ انکا نام ''ابرد'' بھی لکھا ہے (البدایہ والنہایہ ۲٦٦/۹)-

تھا اور کنیت ابو الحسن ۔ آپکے والد میسان کے قیدیوں میں سے تھے[1] ۔

حضرت حسن کے دو بھائی اور بھی تھے' ایک سعید جن کا ذکر متعدد حضرات نے کیا ہے اور بخاری نے لکھا ہے کہ سعید کا انتقال حسن کی زندگی ہی میں سنہ ۱۰۰ھ میں ہو گیا تھا[2] ۔

ابن القیسرانی نے سعید کے ساتھ عمارہ نام کے ایک اور بھائی

---

۱ بصرہ کی سر زمین میں میسان ایک جگہ ہے ۔ حضرت عمر نے نعمان بن نضلہ کو میسان کا گورنر مقرر کیا تھا (وفیات ۱/۳۰۴ معجم ما استعجم ۴/۱۲۸۳) محمد اسماعیل صاوی ' ابن قتیبہ کی معارف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ میسان بصرہ اور واسط کے درمیان ایک ضلع ہے ۔ بقول ابن قتیبہ اسے عہد فاروقی میں مغیرہ نے اسوقت فتح کیا تھا جب حضرت عمر نے انہیں بصرہ کا والی بنایا تھا (معارف ص ۹۴) ابن حیان لکھتے ہیں کہ میسان کو عتبہ بن غزوان نے فتح کیا تھا جبکہ وہ بصرہ کے والی تھے ۔ (اخبارالقضاۃ ۲/۴) انسان العیون میں ہے کہ حسن بصری کے والد فارس کی ایک جنگ میں حضرت خالد کے ہاتھوں قید ہوئے القول حاشیہ ص ۳۱) نکلسن بھی یہی لکھتے ہیں کہ فتح عراق کے دوران ۱۲ھ میں خالد بن ولید کے ہاتھوں قید ہوئے ۔
(Encyclopeadia of Religion and Ethics Vol. VI, p. 525)
ابن قتیبہ (معارف ص ۹۴) اور ابن حیان (اخبار القضاۃ ۲/۴) نے بعض لوگوں کا یہ قول بھی ذکر کیا ہے کہ حسن کے والد یسار' میسان کے بجائے نہر المراۃ کے قیدیوں میں سے تھے ۔

۲ تاریخ صغیر ص ۱۱۷

کا بھی ذکر کیا ہے۔[۱] ابن سعد[۲]، ابن قتیبہ[۳]، ابو نعیم[۴]، ابن خلکان[۵] اور دوسرے معتدد حضرات نے لکھا ہے۔ کہ حسن کے دودھ پینے کے زمانہ میں جب انکی والدہ کسی کام سے باھر جایا کرتی تھیں اور حسن رونے لگتے تھے تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں بہلانے کیلئے ان کے منہ میں اپنا پستان دیدیا کرتی تھیں ' انمیں دودھ بھی اتر آتا تھا اور حسن کی فصاحت' و بلاغت ' علم و حکمت اور ورع و تقوی اسی دودھ کی برکت ہے۔

اسمیں اختلاف ہے کہ حسن بصری کے والد کسی کے غلام تھے۔ ابن القیسرانی[٦]، بخاری[۷]، ابن ابی حاتم[۸]، نووی[۹]، ذھبی[۱۰]، ابن عماد حنبلی[۱۱]، ابن خلکان[۱۲]، ابن اثیر[۱۳]، نکلسن[۱۴] (R.A. Nicholson) اور آربری[۱۵] (A.F. Arbery) لکھتے ھیں کہ حسن کے والد یسار زید بن ثابت رض کے غلام تھے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بھی یہی ہے[۱٦]

---

۱ کتاب الجمع ۱/۸۰

۲ طبقات ۷/۱۵٦-۱۵۷ — ۳ معارف ص ۱۹۴-۱۹۵

۴ حلیہ ۲/۱۴۷ — ۵ وفیات ۱/۳۰۴-۳۰۵

٦ کتاب الجمع ۱/۸۰

۷ تاریخ کبیر قسم ۲ ج ۱ ص ۲۸۷، تاریخ صغیر ص ۱۱۷

۸ کتاب الجرح ج ۱ قسم ۲ ص ۴۰

۹ تہذیب الاسماء ۱/۱٦۱ — ۱۰ تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۱

۱۱ شذرات ۱/۱۳٦ — ۱۲ وفیات ۱/۳۵۴

۱۳ البدایہ ۹/۲٦٦ — ۱۴ Encyclopaedia of Religion and Ethics, vol. VI. p. 525.

۱۵ Muslim Saints, p. 19. — ۱٦ ۲/۲۷۳

ابن سعد۱ اور خطیب تبریزی۲ لکھتے ھیں کہ یسار کو ربیع بنت نضر نے خرید کر آزاد کیا تھا ابن اثیر لکھتے ھیں کہ بعض لوگ یسار کو جابر بن عبداللہ کا غلام کہتے ھیں۳۔

نووی۴ اور ذھبی۵ بعض حضرات کا یہ ضعیف قول بھی نقل کرتے ھیں کہ وہ جمیل ابن قطبہ کے غلام تھے۔ وکیع محمد بن خلف نقل کرتے ھیں کہ وہ ابو الیسر انصاری کے غلام تھے۶۔

خلیفہ ابن خیاط نے ام جمیل بنت قطبہ بن عامر بن جریدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کا غلام بتایا ہے اور لکھا ہے کہ ام جمیل، زید بن ثابت کی بیوی تھیں۷۔

---

۱ طبقات ۱۰۶/۷ ۲ اکمال ص ۸
۳ البدایہ ۲۶۶/۹ ۴ تہذیب الاسماء ۱۶۱/۱
۵ تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۷ ۶ اخبار القضاۃ ۲/۴
۷ طبقات خلیفہ ص ۲۱۰۔ اس سے قطع نظر کہ حسن بصری کے والد جمیل بن قطبہ یا ام جمیل بنت قطبہ کے غلام ھیں یا نہیں، حقیقت حال یہ ہے کہ جمیل بن قطبہ نام کے کوئی صحابی ھیں ھی نہیں۔ ابن اثیر کی تجرید اسماء صحابہ، ابن عبد البر کی استیعاب اور ابن جدزی کی تلقیح کسی بھی ایسے صحابی کے ذکر سے خالی ھیں جنکا نام جمیل ابن قطبہ ھو۔ البتہ زید بن ثابت کی بیوی ام جمیل بنت قطبہ کا نام صحابیہ کی حیثیت سے الاصابہ (۴/۷۳۴) اور تلقیح (ص ۱۷۶) وغیرہ میں ملتا ہے۔ اسطرح یہ اختلاف بھی خفیف ھو جاتا ہے کہ یسار زید بن ثابت کے غلام تھے یا ام جمیل بنت قطبہ کے، کیونکہ ایک ھی گھر سے تعلق ھونے کی وجہ سے لوگوں کو اشتباہ ھوا اور کسی نے شوھر کا غلام سمجھا اور کسی نے بیوی کا۔

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

ابن حجر[۱]، شعرانی[۲] اور کرمانی[۳] نے اختلاف سے بچنے کے لئے یہ صورت اختیار کی کہ کسی خاص شخص کا غلام بتانے کے بجائے مولی الانصار یا مولاھم کہدیا یعنی یہ کہ وہ انصار کے غلام تھے کیونکہ اختلاف کے باوجود اسپر اتفاق ھے کہ بہر حال وہ کسی انصاری ھی کے غلام تھے ۔

نشو و نما

جیسا کہ پہلے گذر چکا ھے عام مورخین یہی کہتے ھیں کہ حسن مدینہ میں پیدا ھوئے ۔ البتہ اسمیں شدید اختلاف ھے کہ ان کا نشو و نما کہاں ھوا ۔

(بقیہ صفحہ ۷ سے)

طبقات ابن سعد (۱۵۶/۷) میں حضرت حسن سے جو یہ روایت آتی ھے کہ میرے والدین بنو نجار کے ایک شخص کے غلام تھے ، اس نے انصار میں سے بنو سلمہ کی ایک عورت سے شادی کی اور دونوں کو مہر کے طور پر اسے دیدیا ، اس عورت نے دونوں کو آزاد کردیا ۔ یہ روایت بھی اس صورت میں جزوی طور پر منطبق ھو جاتی ھے یعنی والد کی حد تک ، کیونکہ حضرت زید بن ثابت بنو نجار میں سے ھیں (استیعاب ۵۵۱/۱) اور ام جمیل بنو سلمہ سے ھیں جیسا کہ ان کے جد اعلیٰ کے نام سے ظاھر ھے البتہ والدہ کے معاملہ میں یہ الجھن برقرار رھیگی ۔ ممکن ھے یہ بات حضرت حسن نے صرف اپنے والد کیلئے کہی ھو اور بعد کے کسی راوی سے سہواً والدین ھو گیا ۔ واللہ اعلم ۔

۱ تہذیب ۲۶۳/۲ ۲ الطبقات الکبری ۲۵/۱
۳ الکواکب الدراری ۱۴۲/۱

ابن سعد[۱]، ابن قتیبہ[۲]، ابن خلکان[۳]، نووی[۴]، کرمانی[۵]، اور ابن حجر[۶] لکھتے ھیں کہ حسن کا نشو و نما وادی القری میں ھوا - ان حضرات میں سے ابن سعد، ابن خلکان اور کرمانی اسکی تصریح بھی کرتے ھیں کہ وہ مدینہ میں پیدا ھوئے -

اگر ان کا نشو و نما وادی القری میں ھوا ھے تو اسکا مطلب یہ ھے کہ حسن بچپن ھی میں کسی وقت مدینہ سے وادی القری گئے - چونکہ اس عمر میں نہ کوئی شخص خود کسی دور دراز مقام پر جا سکتا ھے اور نہ کسی اجنبی جگھہ پہنچکر مستقل اور خود کفیل زندگی بسر کر سکتا، اسلئے ضروری ھے کہ کوئی انھیں لے جانے والا ھو اور وادی القری میں کوئی ٹھکانہ ھو جہاں وہ دوسرے کی زیر کفالت رہ سکیں - لیکن کسی بھی معروف تذکرہ سے یہ نہیں معلوم ھوتا کہ وہ کس کے ساتھہ وادی القری گئے اور وھاں کس کے پاس رھے -

حضرت حسن کے والدین کو جن حضرات کا غلام کہا جاتا ھے کسی تذکرہ سے معلوم نہیں ھوتا کہ ان میں سے کوئی بھی وادی القری میں جا کر رھا ھو - اسی طرح حسن کے والدین یا انمیں سے کسی ایک کا وادی القری جا کر رھنے کا ذکر بھی کسی تذکرہ میں نہیں ملتا اور کسی تذکرہ سے یہ بھی

---

۱ طبقات ۷/۱۵۶، ۱۵۷ ۲ معارف ص ۱۹۴، ۱۹۵
۳ وفیات ۱/۳۵۴، ۳۵۵ ۴ تہذیب الاسماء ۱/۱۶۱
۵ الکواکب الداری ۱/۱۴۲ ۶ تہذیب ۲/۲۶۳

معلوم نہیں ہوتا کہ حسن کا کوئی عزیز وادی القری میں ہو اور حسن کو کسی کے ہمراہ انکے پاس بھیج دیا گیا ہو۔

ابن سعد جو حسن کے لئے قدیم ترین ماخذ میں سے ایک ہیں ایک طرف تو یہ لکھتے ہیں کہ حسن کی ولادت مدینہ میں اور نشو و نما وادی القری میں ہوا، دوسری جانب مختلف سندوں اور مختلف لوگوں کے حوالوں سے یہ بھی کہتے ہیں کہ :—

(الف) حسن کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کو خطبہ دیتے سنا اور خطبہ کے دوران کھڑے اور بیٹھے دیکھا، اسوقت میں پندرہ سال کا تھا۔۱

(ب) ابو رجاء نے جب حسن سے دریافت کیا کہ آپ مدینہ کب تک رہے تو انہوں نے جواب دیا کہ صفین کی جنگ تک۲۔

(ج) شہادت عثمان کے وقت حسن چودہ سال کے تھے اور انہوں نے عثمان کو دیکھا بھی ہے اور ان سے سنا بھی ہے۳۔

---

۱ طبقات ۷/۱۵۷

۲ ایضا

۳ ایضا، طبری لکھتے ہیں کہ ابو عمرو نے حسن سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے حضرت عثمان کو دیکھا تھا، تو انہوں نے اسکے جواب میں پورا واقعہ بیان کیا کہ میں اسوقت سمجھدار تھا اور اپنے ہم عصروں کیساتھ مسجد میں موجود تھا، جب شور زیادہ ہوا تو میں بھی گھٹنوں کے بل اٹھا یا کہا کہ کھڑا ہوگیا۔ مسجد کے اطراف میں لوگ جمع تھے اور اہل مدینہ کو (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

(د) حسن کہتے ھیں کہ میں ازواج مطہرات کے گھروں میں جایا کرتا تھا اور انکے گھروں کی چھتوں سے ھاتھ لگا لیا کرتا تھا[۱] -

ان تمام روایات سے ثابت ھوتا ھے کہ حسن کا نشو و نما مدینے میں ھوا - پھر ابن سعد کا یہ لکھہ دینا کہ ان کا نشو و نما وادی القری میں ھوا' جبکہ اسکی تائید میں ایک لفظ بھی نہ لکھا ھو' نا قابل فہم ھے -

ابن سعد م ۲۳۰ھ چونکہ مقدم ترین ماخذ ھیں اسلئے بظاھر یہ معلوم ھوتا ھے کہ جب انھوں نے یہ لکھدیا کہ حسن کا نشو و نما وادی القری میں ھوا تو انکے بعد والوں میں سے ابن قتیبہ (م ۲۷٦ھ) ابن خلکان (م ٦۸۱ھ) کرمانی' (م ۷۸٦ھ) اور ابن حجر (م ۸۵۲ھ) نے بھی انھی کی پیروی

(صفحہ ۱۰ سے آگے)

کو ڈرا دھمکا رھے تھے - اس اثناء میں عثمان منبر پر چڑھے اور انکی حالت ایسی تھی جیسے بجھی ھوئی آگ' انھوں نے حمد و ثنا بیان کی' اسی دوران ایک شخص اٹھا لیکن دوسرے نے اسے بٹھا دیا پھر ایک اور اٹھا اور دوسرے نے اسے بٹھا دیا. پھر لوگ مزید بھڑک اٹھے اور عثمان کو کنکریاں مارنے لگے یہاں تک کہ وہ بیہوش ھوکر گر پڑے اور انھیں اٹھا کر اندر لیجایا گیا - اسکے بعد بیس روز تک عثمان نے نماز پڑھائی پھر انھیں نماز پڑھانے سے بھی روک دیا گیا - (تاریخ طبری ۲۹٦۲/۱)

۱ طبقات ۵۰۱/۱' ۱۲۱/۷ - یہ روایت بخاری کی ادب المفرد میں موجود ھے (ادب المفرد ۵۳۸/۱' باب التطاول فی البیان) -

کی - لیکن ان حضرات میں سے بھی کسی نے کوئی واقعہ ایسا نہیں لکھا جس سے حسن کا وادی القری میں نشو و نما پانا معلوم ہوتا ہو -

ابن حجر نے وادی القری میں نشو و نما کے ذکر کے ساتھ ابو زرعہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ حسن نے علی کو مدینہ میں دیکھا اور جب علی کوفہ اور بصرہ کی طرف چلے گئے تو اسکے بعد حسن کی ان سے ملاقات نہیں ہوئی[۱] - اسی طرح ابن مدینی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ " حسن نے علی کو نہیں دیکھا البتہ جب علی مدینہ میں تھے تو حسن کم عمر (غلام) تھے[2] -

یہ دونوں روایتیں ابن حجر کے قول کے برخلاف کہ حسن نے وادی القری میں نشو و نما پایا، انکے مدینہ میں نشو و نما کو بتاتی ہیں -

ذہبی (م ۷۴۸ ھ) لکھتے ہیں کہ :-

"نشأ بالمدینۃ و حفظ کتاب اللہ فی خلافۃ عثمان و سمعہ یخطب بمرات و کان یوم الدار ابن اربع عشرۃ سنۃ[۳]"

(ترجمہ) حسن کا نشو و نما مدینہ میں ہوا، خلافت عثمان کے زمانہ میں انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا، کئی بار عثمان کو خطبہ دیتے سنا اور شہادت عثمان کے وقت وہ چودہ سال کے تھے -

---

۱ تہذیب ۲/۲۶٦ ۲ ایضا

۳ تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۱

ذہبی کی اس بات سے معلوم ہوتا ھے کہ پیدا ہونے کے بعد سے چودہ سال کی عمر کو پہنچنے تک حسن مسلسل مدینے میں رہے اور اسمیں وادی القری کا کوئی ذکر نہیں ۔

ذہبی نے اپنے پیشرؤں کے خلاف نشأ بالمدینہ" غالباً اسی لئے لکھا ھے کہ انکے پاس اپنے دعوی کی واضح شہادتیں موجود ھین - یہ شہادتیں خود ان لوگون کے یہاں بھی ملتی ھیں جو وادی القری میں نشو و نما کے قائل ھیں ۔ اسکے بر خلاف وادی القری میں نشو و نما پانے کی کسی کے پاس کوئی شہادت نہیں ۔

اس سلسلہ میں ابن اثیر اور خطیب تبریزی نے جو کچھہ لکھا ھے وہ کافی اھم ھے اور حسن کے نشو و نما کے بارے میں جو اختلاف ھے' بظاہر اس سے اس اختلاف کے رفع کرنے میں بھی مدد ملتی ھے ۔

ابن اثیر جامع الاصول کے فن اسماء الرجال میں حسن کے ترجمہ میں لکھتے ھیں کہ " ولد لسنتین بقیتا من خلافة عمر بن الخطاب بالمدینة و قدم البصرة بعد مقتل عثمان و قیل انه لقی علیا بالمدینہ" و اما بالبصرة فان رویته ایاه لم تصح لانه کان فی وادی القری متوجها نحو البصرة حین قدم علی بن ابی طالب البصرة"[۱] ۔

(ترجمہ) عمر بن خطاب کی خلافت کے دو سال باقی تھے کہ

---

۱ قرة ص ۱۰۳ ' فخرالحسن ص ۵ (جامع الاصول کا فن اسماء الرجال آخری جلد میں ھے جو طبع نہین ہوئی) ۔

ذہبی کی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدا ہونے کے بعد سے چودہ سال کی عمر کو پہنچنے تک حسن مسلسل مدینے میں رہے اور اسمیں وادی القری کا کوئی ذکر نہیں ۔

ذہبی نے اپنے پیشروؤں کے خلاف نشأ بالمدینہ" غالباً اسی لئے لکھا ہے کہ انکے پاس اپنے دعوی کی واضح شہادتیں موجود ہین - یہ شہادتیں خود ان لوگون کے یہاں بھی ملتی ہیں جو وادی القری میں نشو و نما کے قائل ہیں ۔ اسکے بر خلاف وادی القری میں نشو و نما پانے کی کسی کے پاس کوئی شہادت نہیں ۔

اس سلسلہ میں ابن اثیر اور خطیب تبریزی نے جو کچھہ لکھا ہے وہ کافی اہم ہے اور حسن کے نشو و نما کے بارے میں جو اختلاف ہے' بظاہر اس سے اس اختلاف کے رفع کرنے میں بھی مدد ملتی ہے ۔

ابن اثیر جامع الاصول کے فن اسماء الرجال میں حسن کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ "ولد لسنتین بقیتا من خلافۃ عمر بن الخطاب بالمدینۃ و قدم البصرۃ بعد مقتل عثمان و قیل انہ لقی علیا بالمدینہ" و اما بالبصرۃ فان رویتہ ایاہ لم تصح لانہ کان فی وادی القری متوجھا نحو البصرۃ حین قدم علی بن ابی طالب البصرۃ" [۱] ۔

(ترجمہ) عمر بن خطاب کی خلافت کے دو سال باقی تھے کہ

---

۱ قرۃ ص ۱۰۳ ' فخرالحسن ص ۵ (جامع الاصول کا فن اسماء الرجال آخری جلد میں ہے جو طبع نہین ہوئی) ۔

حسن مدینه میں پیدا ہوئے اور شہادت عثمان کے بعد وہ بصرہ آ گئے - کہا جاتا ہے کہ مدینه میں علی سے انکا لقاء ہوا ہے لیکن اسمیں کوئی صحت نہیں کہ بصرہ میں حسن نے علی کو دیکھا ہو کیونکہ علی جب بصرہ پہونچے تھے تو اسوقت حسن بصرہ جاتے ہوئے وادی القری میں تھے -

بالکل یہی بات خطیب تبریزی نے لکھی ہے۱ -

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے ' واللہ اعلم ' کہ شہادت عثمان کے بعد' بصرہ جاتے ہوئے' وادی القری میں حضرت حسن کا قیام اس مدت سے کچھ زیادہ رہا ہے جتنا عام طور پر مسافر راہ میں کسی جگہہ قیام کیا کرتے ہیں اسی لئے ابن اثیر نے یہ نہیں کہا کہ وہ اسوقت وادی القری سے گذر رہے تھے بلکہ یہ کہا ہے کہ وہ اسوقت وادی القری میں تھے جس سے وادی القری میں انکا قیام معلوم ہوتا ہے اور بظاہر یہی عارضی قیام ہے جس نے بعض حضرات سے یہ کہلوا دیا کہ انکا نشو و نما وادی القری میں ہوا - حضرت حسن جب مدینہ سے بصرہ کے لئے روانہ ہوئے ہیں اسوقت وہ عمر کے پندرھویں سال میں ہیں اور نابالغ ہیں اور یہ انکے نشو و نما ہی کا زمانہ ہے - اسلئے اگر اس عدم بلوغ اور نشو و نما کے دور میں وادی القری کے عارضی مگر نسبتہ طویل قیام کو '' نشاء بوادی القری '' (وادی القری میں نشو و نما پائی) سے تعبیر کر دیا گیا تو ایسا ہونا بالکلیہ مستبعد نہیں -

---

۱ . اکمال ص ۸

اور اگر یہ تاویل نہ کی جائے تو اس قول کی کوئی دلیل نہیں کہ انہوں نے وادی القری میں نشو و نما پائی - اس کے بر خلاف تمام تر دلائل ذہبی، ابن اثیر اور خطیب تبریزی کے حق میں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مدینہ ہی میں پیدا ہوئے، وہیں نشو و نما پائی اور شہادت عثمان کے بعد مدینہ سے روانہ ہو کر وادی القری میں قیام کرتے ہوئے بصرہ پہونچے -

حضرت حسن عہد معاویہ رض میں ربیع بن زیاد کے کاتب بھی رہے[1] اور عبد الرحمن بن سمرہ رض کے ساتھ انہوں نے کابل، اندقان، اندغان اور زابلستان میں تین سال تک جہاد بھی کیا[2] حضرت عمر بن عبد العزیز کے والی عدی بن ارطاۃ نے انتقال کے وقت انہیں بصرہ کا قاضی بھی مقرر کیا لیکن انہوں نے بہت جلد یہ عہدہ چھوڑ دیا[3] -

رجب سنہ ۱۱۰ ھ اکتوبر نومبر (سنہ ۷۲۸ع) کو شب جمعہ میں حضرت حسن کا بصرہ میں انتقال ہوا[4] - انتقال کے وقت انکی عمر ۸۸ سال تھی[5] -

حسن بصری نے کن صحابہ سے روایت کی

حسن بصری بالاتفاق اکابر تابعین میں سے ہیں، انہوں نے

---

۱ تہذیب ۲/۲۶۳

۲ طبقات ۷/۱۵۷ — ۳ اخبارالقضاۃ ۲/۷

۴ طبقات ۷/۱۷۷ — ۵ تہذیب ۲/۲۶۶، ابن اثیر نے بوقت انتقال ۸۷ سال کی عمر لکھی ہے (کامل ۴/۲۰۵)

متعدد صحابہ کو دیکھا ہے - ابو طالب مکی[۱] ابو نعیم[۲] اور شیخ شہاب الدین سہروردی[۳] کہتے ہیں کہ حسن نے ستر بدری صحابہ کو پایا ہے اور ان سے ملاقات کی ہے - ابو طالب مکی یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ مجموعی طور پر تین سو صحابہ سے ملے ہیں[۴] -

حدیث اور اسماء الرجال کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن نے حسب ذیل صحابہ سے روایت کی ہے - جندب بن عبد اللہ بجلی[۵] انس بن مالک[۶] عبد الرحمن بن سمرۃ[۷] معقل بن یسار[۸] -

ابو بکرہ[۹] سمرہ بن جندب[۱۰] ابن عمر[۱۱] ابو برزہ اسلمی[۱۲]

---

۱ قوت القلوب ۱/۳۰۴ ۲ حلیہ ۲/۱۳۶
۳ عوارف ۱/۳۳۲ ۴ قوت القلوب ۱/۳۰۴
۵ طبقات ۷/۱۵۷ ، تہذیب ۲/۲۶۴ ، تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۱
۶ کتاب الجرح ، ج ۱ قسم ۲ ص ۴۰ تہذیب ۲/۲۶۴ ، اکمال ص ۸
۷ طبقات ۷/۱۵۷ ، تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۱
۸ تہذیب ۲/۲۶۴ ، سیر اعلام ۲/۱۵۴ - بقول ابن القیسرانی ان چاروں اصحاب سے حسن کی روایات بخاری و مسلم دونوں موجود ہیں (کتاب الجمع ۱/۸۰)
۹ تہذیب ۲/۲۶۴ ، تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۱
۱۰ طبقات ۷/۱۵۷ ، تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۱
۱۱ کتاب الجرح ج ۱ قسم ۲ ص ۴۰ ، طبقات ۲/۱۵۷ ، تہذیب ۲/۲۶۴ ، تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۱
۱۲ کتاب الجرح حوالہ سابقہ

عبداللہ بن المغفل۱ عمرو بن تغلب۲ احمر۳ عثمان ابن عفان۴ عمران بن حصین۵ ابو ہریرہ۶ ابن عباس۷ اسود بن سریع۸ صعصعہ بن معاویہ۹ علی۱۰ ابو موسی۱۱ عبداللہ بن عمرو بن العاص۱۲ معاویہ۱۳ جابر۱۴ مغیرہ بن شعبہ۱۵ ام المومنین عائشہ۱۶ حکم بن عمرو غفاری۱۷ وائل بن حجر۱۸ معقل بن سنان۱۹ طلحہ۲۰ سعد بن عبادہ۲۱ عمر بن خطاب۲۲ ثوبان۲۳ عمار بن یاسر۲۴ عثمان بن ابی العاص۲۵ ابو سعید خدری۲۶ عائذ ابن عمر۲۷

---

۱ ایضا ' سیر اعلام النبلا ۲-۳۴۵
۲ کتاب الجرح و طبقات و تذکرۃ الحفاظ حوالہ جات سابقہ
۳ کتاب الجرح حوالہ سابقہ
۴ طبقات ۷-۱۵۷ ' تہذیب ۲-۲۶۴ ' تذکرۃ الحفاظ ۱-۱۷
۵ طبقات و تہذیب و تذکرۃ الحفاظ و سیر اعلام النبلا حوالہ جات سابقہ۔
۶ طبقات حوالہ سابقہ ، سیر اعلام النبلا ۲-۴۱۸
۷ طبقات ' تذکرۃ الحفاظ ' تہذیب حوالہ جات سابقہ اکمال ص ۸

۸ طبقات حوالہ سابقہ ۹ ایضا
۱۰ تہذیب ۲-۲۶۴ ۱۱ ایضا ' اکمال ص ۸
۱۲ تہذیب حوالہ سابقہ ۱۳ ایضا
۱۴ ایضا ' تذکرۃ الحفاظ حوالہ سابقہ
۱۵ تذکرۃ الحفاظ حوالہ سابقہ
۱۶ سیر اعلام النبلا ۲-۱۰۰ ۱۷ ایضا ۲-۳۳۹
۱۸ ایضا ۲-۴۱۳ ۱۹ ایضا ۲-۴۱۶
۲۰ تہذیب ۲-۲۶۳ ۲۱ ایضا ۲-۲۶۴
۲۲ ایضا ۲۳ ایضا
۲۴ ایضا ۲۵ ایضا
۲۶ ایضا ۲۷ کتاب الجمع ۱-۸۰

مذکوزہ صحابہ میں سے کن حضرات سے حسن کا لقاء اور سماع ہوا ہے، اسمیں علماء کا بڑا اختلاف ہے چونکہ اس موقع پر اصل مقصود اسکی تحقیق ہے کہ حضرت علی سے حضرت حسن کا لقاء اور سماع ثابت ہے یا نہیں اسلئے ان اختلافات پر تفصیلی گفتگو سے احتراز کیا جاتا ہے -

حضرت علی کے ساتھ حضرت حسن بصری کا لقاء و سماع

دوسرے صحابہ کی طرح حضرت علی سے حضرت حسن کے لقاء اور سماع کے بارے میں بھی اختلاف ہے' بلکہ دوسروں کے مقابلہ میں یہ اختلاف زیادہ شدت اور اہمیت اختیار کر گیا ہے جسکا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ تصوف کے بیشتر سلاسل حضرت حسن کے واسطے سے حضرت علی تک پہنچے ہیں -

صوفیاء بالاتفاق لقاء اور سماع کے قائل ہیں[١] اور محدثین چار واضح گروہوں میں منقسم ہیں:-

١- بعض حضرات لقاء و سماع دونوں کے قائل ہیں مثلاً ذہبی' ابن حجر' ضیاء مقدسی اور سیوطی[٢]

٢- بعض حضرات لقاء و سماع دونوں کے منکر ہیں مثلاً ابن مدینی[٣]

٣- بعض حضرات لقاء کے تو قائل ہیں لیکن سماع کے قائل نہیں مثلاً ابو زرعہ[٤]

---

١ قرۃ ص ٣٠٠ ؛ ٢ اتحاف ص ٧٥

٣ تہذیب ٢-٢٦٧ ؛ ٤ ایضا

۴- بعض حضرات صراحتاً کچھ نہیں کہتے لیکن ان کے کلام سے اشارۃ یا اقتضاء سمجھ میں آجاتا ھے کہ انکا رجحان کیا ھے - مثلاً قتادہ[۱] ابن اثیر[۲] اور خطیب تبریزی[۳]

محدثین کی ان مختلف آراء کا جائزہ لینے سے پہلے ' مناسب معلوم ھوتا ھے کہ چند ایسے حقائق پیش کئے جائیں جنکی روشنی میں کسی واضح نتیجہ پر پہنچنا آسان ھو -

۱- حضرت حسن مدینہ میں پیدا ھوئے ' شہادت عثمان تک مدینہ ھی میں رھے ' وہ شہادت عثمان کے واقعہ میں موجود تھے اور اس وقت وہ چودہ سال کے ھو چکے تھے[۴]-

۲- اس پورے عرصہ میں حضرت علی بھی مدینہ میں رھے اور شہادت عثمان کے بعد جب انکی بیعت کو چار ماہ گذر گئے ، تب وہ مدینہ سے بصرہ کی طرف تشریف لیگئے[۵] -

۳- حضرت حسن حضرت ام سلمہ کے گھر پر رہتے تھے[۶] -

---

۱ مسلم ۱-۱۰۶-۱۰۷ ۲ الانتباہ ص ۱۸، ۳۱

۳ اکمال ص ۸

۴ تذکرۃ الحفاظ ۱-۷۱ ۵ تاریخ خمیس ۲-۲۷۷

۶ کیونکہ جیسا کہ پہلے گذر چکا ھے تمام تذکرہ نگار تقریباً اسپر متفق ھیں کہ انکی والدہ حضرت ام سلمہ کی باندی تھیں اور حسن کے دودھ پینے کے زمانے میں جب انکی والدہ کسی کام سے باھر چلی جایا کرتی تھیں اور حسن رونے لگتے تھے تو حضرت ام سلمہ انکے منہ میں اپنا پستان دیدیا کرتی تھیں اور اکثر دودھ بھی اتر آتا تھا -

اور حضرت ام سلمہ کا مکان (دوسری ازواج مطہرات اور حضرت علی کے مکانات کی طرح) مسجد نبوی سے ملحق تھا[1] اور توسیع عثمانی کے بعد بھی مسجد نبوی کی لمبائی چوڑائی ۱۶۰×۱۳۰ ذراع تھی[2] اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ حضرت علی اور حضرت ام سلمہ کے مکانات انتہائی فاصلہ پر ہونگے تب بھی یہ مسافت چند گز سے زیادہ نہیں ہوتی[3] -

۴- حضرت حسن جب سات سال کے ہوئے ہونگے تو اسی وقت سے انہوں نے نماز پڑھنا شروع کیا ہوگا اور دس سال کا ہوجانے کے بعد تو انکے نماز نہ پڑھنے کا سوال ہی نہیں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کا ارشاد ہے کہ "بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم کرو اور جب دس سال کا ہو جائے تو مار کر پڑھواو"[4]- اور جس دور کی یہ بات ہے اس

---

۱ . القول ۱-۱۴۸، ۱۴۹

۲ مستفاد من فصول من تاریخ المدینہ ص ۵۲، ۶۹

۳ فتح خیبر کے بعد جب مسجد نبوی کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کے زمانہ ہی میں توسیع ہوئی ہے تو اسکا رقبہ ۱۰۰×۱۰۰ ذراع (ہاتھ) تھا - توسیع فاروقی کے بعد ۱۴۰×۱۲۰ ہوا - فصول من تاریخ المدینہ (ص ۵۲، ۶۹) - عہد عثمانی میں جو توسیع ہوئی اسکا حساب لگایا جائے تو لمبائی (شمالاً جنوباً) ۱۶۰ ذراع اور چوڑائی (شرقاً غرباً) ۱۳۰ ذراع ہوتی ہے - لہذا اسکے اطراف میں اس سے متصل واقع مکانات کے فاصلوں کو گزوں ہی میں حصر کیا جا سکتا ہے -

۴ ابو داؤد ۱-۱۱۵

دور کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس حدیث کے مقتضی پر عمل نہ کیا جاتا ہو۔

۵۔ چونکہ حضرت علی اور حضرت حسن دونوں کی رہائش مسجد نبوی ھی سے متصل تھی اسلئے ظاہر ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں اور جمعہ اور عیدین کی نمازیں دونوں حضرات مسجد نبوی ھی میں ادا کرتے ہونگے۔

۶۔ جس زمانہ میں حضرت عثمان محصور تھے، اور ایک روایت کے مطابق یہ حصار چالیس روز رہا ہے[۱] تو ان میں سے بیشتر اوقات کی نمازیں ایک روایت کے مطابق حضرت علی نے پڑھائی ھیں[۲] ظاہر ہے کہ حصار کے زمانہ میں بھی حضرت حسن نے مسجد نبوی ھی میں پانچوں وقت کی نمازیں حضرت علی ھی کی اقتدا میں ادا کی ہونگی اور جمعوں اور عیدین کے خطبے دیتے سنا ہوگا[۳]۔

۷۔ شہادت عثمان کے بعد حضرت علی مدینہ میں چار ماہ مقیم رہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ ان کے ھاتھ پر بیعت کی جا چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس عرصہ میں تمام نمازیں حضرت علی نے پڑھائی ہونگی اور جمعوں کے خطبے بھی دیئے ہونگے۔ اور اس عرصہ میں حسن بھی جیسا کہ علامہ سیوطی لکھتے ھیں مدینہ ھی تھے، وہ حضرت علی کے کوفہ روانہ ہو جانے کے بعد

---

۱ الریاض النضرہ ۲-۱۶۳ ۲ ایضا

۳ اتحاف ص ۹۷

مدینہ سے بصرہ کیلئے نکلے ہیں ، لہذا اس عرصہ میں انہوں نے حضرت علی ہی کی اقتداء میں نمازیں پڑھی ہونگی اور جمعوں کے خطبے سنے ہونگے -

۸- حضرت عثمان جو عمر میں حضرت علی سے بڑے ہیں اور ان کی شہادت بھی حضرت علی سے پہلے ہوئی ہے ، حسن نے ان سے بھی روایت کی ہے[1] اور بقول ذہبی و ابن مدینی انہوں نے کئی بار حضرت عثمان کو خطبہ دیتے سنا ہے[2] -

یہ تمام حقائق اس امر کو ثابت کرنے کیلئے بالکل کافی ہیں کہ علی سے حسن کا لقاء بھی ہوا اور سماع بھی -

بلوغ سے قبل کی روایت

اگر یہ کہا جائے کہ یہ زمانہ حضرت حسن کے بچپن کا زمانہ تھا اور بچوں کی بات کا کوئی اعتبار نہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک بچپن کا سماع معتبر ہے - چنانچہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ "بعض لوگ پندرہ سال کو حد سماع مقرر کرتے ہیں ، بعض تیرہ کو لیکن جمہور علماء کے نزدیک جسکا سن تیرہ سال سے بھی کم ہو اسکا بھی سماع صحیح ہے اور ہمارے نزدیک یہی درست ہے[3] -

نیز محدثین اس پر متفق ہیں کہ راوی نے اگر کوئی بات بالغ ہونے سے قبل سنی ہو لیکن اسکی روایت وہ بالغ ہونے کے بعد

۱ طبقات ۷-۱۵۷ ، تذکرۃ الحفاظ ۱-۷۱ ، تہذیب ۲-۲۶۴

۲ تذکرۃ الحفاظ ۱-۷۱ ، القول ۱-۶۰ بحوالہ علل

۳ الکفایہ ص ۵۴

کرے اور وہ راوی ثقہ ہے تو اسکی روایت معتبر ہوگی[1] -

محدثین کا یہ مسلک در اصل اجماع صحابہ پر بھی مبنی ہے - کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کے انتقال کے وقت سہل بن سعد ساعدی کی عمر پندرہ سال تھی[2] ابن عباس کی دس سال (اور ایک روایت کے مطابق پندرہ سال)[3] مسلمہ بن مخلد کی دس سال (اور ایک روایت کے مطابق چودہ سال[4]) - عبداللہ بن زبیر کی نو سال[5] ' ابو حفص عمر بن سلمہ کی نو سال[6] ' حسن بن علی کی آٹھ سال[7] ' نعمان بن بشیر کی آٹھ سال[8] ' مسور بن مخرمہ کی آٹھ سال[9] ' اور ابوالطفیل کی سات سال تھی[10] - اور ان تمام اصاغر صحابہ کی روایت کو اکابر صحابہ نے قبول کیا - ان حضرات کی مرویات کتب حدیث میں موجود ہیں - مزید یہ کہ بخاری میں محمود بن الربیع کی وہ روایت بھی موجود ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ ''مجھے وہ کلی یاد ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے ایک ڈول سے میرے منہ پر کی تھی ' اسوقت میں پانچ سال کا تھا[11]'' اس روایت کو امام بخاری نے اس باب میں ذکر کیا ہے کہ ''بچے کا سماع کب صحیح ہوتا ہے'' جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امام بخاری جیسے متشدد

---

۱ الکفایہ ص ۱۳۷ — ۲ ایضا ص ۵۵
۳ ایضا ص ۵۹ — ۴ ایضا ص ۵۵
۵ الکفایہ ص ۵٦ — ٦ ایضا ص ۵۹
۷ ایضا ص ۵۵ — ۸ ایضا ص ۵٦
۹ ایضا ص ۵۷ — ۱۰ ایضا ص ۵٦
۱۱ بخاری ۱-۱۷

محدث کے نزدیک بھی پانچ سال کی عمر کا سماع درست ھے -

اور جب صورت حال یہ ھے تو پھر مختلف صحابہ سے جن میں حضرت علی بھی شامل ھیں ' حضرت حسن کی اس زمانہ کی روایتیں کیوں معتبر نہوں جو انھوں نے چودہ سال کی عمر تک ان سے سنیں اور انھیں بلوغ کے بعد روایت کیا درانحالیکہ حسن کے ثقہ ھونے میں بھی کسی کو کلام نہیں -

محدثین کا عقلی استدلال

اگر یہ کہا جائے کہ ان دلائل سے زیادہ سے زیادہ لقاء اور سماع کا امکان ثابت ھوتا ھے ' انکا وقوع ثابت نہیں ھوتا ' وقوع کیلئے ایسی روایات درکار ھیں جن میں صحیح اور صریح طور پر اسکا ذکر ھو کہ ایسا ھوا ' تو اس کا جواب یہ ھے کہ اول تو ایسی روایات بھی موجود ھیں جن سے لقاء اور سماع ثابت ھوتا ھے اور جو آئندہ ذکر کیجائینگی ' لیکن اگر تھوڑی دیر کیلئے ان سے قطع نظر کرلیا جائے تو بھی محض امکان کی وجہ سے لقاء اور سماع پر استدلال کرنا کوئی ایسی نئی بات نہیں جسکی سابق میں نظیر نہ ملتی ھو - خود محدثین کے یہاں یہ طرز استدلال ملتا ھے -

ابن حبان (جو حسن کے علی کیساتھ لقاء اور سماع کے منکر ھیں) اپنی صحیح میں لکھتے ھیں کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ مجاھد نے عائشہ سے نہیں سنا تو یہ محض اسکا وھم ھوگا کیونکہ عائشہ کا انتقال ۵۷ھ میں ھوا جبکہ مجاھد ۲۱ھ میں پیدا ھو چکے تھے ۱ -

---

۱ القول ۱-۶۲

بیہقی ' معرفہ مین لکھتے ہیں کہ قیس بن سعد نے ان لوگوں سے بھی روایت کی ہے جو عمرو بن دینار سے عمر میں بڑے تھے اور ان کا انتقال بھی عمرو سے پہلے ہوا مثلا عطاء بن ابی رباح اور مجاہد ابن جبر اور عمرو بن دینار سے ان لوگوں نے بھی روایت کی ہے جو قیس کے ہم عصر ہیں اور جو قیس سے پہلے ان سے ملے ہیں مثلا ایوب سختیانی جنہوں نے انس بن مالک کو دیکھا ہے اور سعید بن جبر سے روایت کی ہے ' اس کے بعد عمرو بن دینار سے روایت کی ہے - پس عمر بن دینار سے قیس کی روایت کا کیوں انکار کیا جاتا ہے[۱]

حافظ مغرب ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ عروہ سے حبیب کے لقاء کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جو عروہ سے عمر میں بڑے ہیں اور جن کا انتقال بھی عروہ سے پہلے ہوا ہے ' حبیب نے ان سے بھی روایت کی ہے[۲] -

امام بخاری کے شیخ علی بن المدینی جو اپنے تشدد میں بھی مشہور ہیں اور جو علی سے حسن کے سماع کے منکر ہیں اپنی علل میں لکھتے ہیں کہ مین اس سے انکار نہیں کرتا کہ مجاہد ام ھانی سے ملے ہوں اسلئے کہ مجاہد کی طرح ان سے دوسرے متعدد افراد نے بھی روایت کی ہے مثلا یوسف بن ماھک' اور مجاہد کا صحابہ کی ایک جماعت سے لقاء ہوا ہے اور انہوں نے ان سے سنا ہے مثلا عائشہ اور ابو ہریرۃ[۳] -

---

۱ القول ۱-۶۳

۲ ایضا ۱-۶۳ ۳ ایضا ۱-۶۲

اگر اس طرح کے عقلی دلائل اور اس طرح کے امکان لقاء سے مجاہد کے عائشہ اور ام ہانی سے ' قیس بن سعد کے عمرو بن دینار سے اور حبیب کے عروہ سے لقاء و سماع پر استدلال کیا جا سکتا ہے تو اسی طرح کے بلکہ ان سے بھی زیادہ قوی دلائل سے حسن کے علی سے لقاء اور سماع پر استدلال کیوں نہیں کیا جاسکتا ۔

خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک واقعات کی ترتیب اور ان سے عقلی طور پر نتائج اخذ کرنے کا تعلق ہے ' اس اعتبار سے ' اس امر کا یقین کرنے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ علی سے حسن کا لقاء بھی ہوا ہے اور سماع بھی -

منکرین کے اقوال کا تفصیلی جائزہ

پہلے گذر چکا ہے کہ محدثین میں سے بعض حضرات لقاء و سماع دونوں کے منکر ہیں ' بعض صرف سماع کا انکار کرتے ہیں اور بعض حضرات صراحتاً کچھ نہیں کہتے لیکن ان کے کلام سے انکا رجحان واضح طور پر مترشح ہوتا ہے ۔

ابن مدینی

ان حضرات میں سے ایک ابن مدینی ہیں جو کہتے ہیں :
"لم یر علیا الا ان کان بالمدینہ و ھو غلام[۱]" (ترجمہ) انہوں نے علی کو نہیں دیکھا مگر یہ کہ علی مدینہ میں تھے اور وہ اسوقت کم عمر تھے ۔

گویا ابن مدینی دونوں کا بیک وقت مدینہ میں ہونا تسلیم کرتے ہیں اس کے باوجود رویت کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ

---

۱ تہذیب ۲-۲٦۷

حسن اسوقت بچے تھے - بچپن کی عمر کو ظاہر کرنے کے لئے
انہوں نے ''غلام'' کا لفظ استعمال کیا ھے اور بچہ کیلئے غلام
کا لفظ اسوقت بولا جاتا ھے جب اسکی مسیں بھیگ رھی ھوں۱ -
مسیں چودہ پندرہ سال کے قریب ھی بھیگتی ھیں اور یہ وھی
زمانہ ھے جب شہادت عثمان کا اور بیعت علی کا واقعہ پیش آیا
ھے - گویا ابن مدینی کے نزدیک بھی علی اور حسن کا
مدینہ میں اجتماع اسوقت تک ھے جب حسن چودہ سال کے ھو
چکے تھے -

پھر عجیب بات ھے کہ دونوں مدینہ میں بھی ھیں ' مدینہ
کوئی بڑا شہر بھی نہیں ' حضرت علی کی شخصیت بھی ایسی
شخصیت نہیں جو غیر معروف ھو اور حسن ان کے پڑوس میں
حضرت ام سلمہ کے گھر میں پرورش پا رھے ھیں اور اس عمر میں
مدینہ میں ھیں کہ ان پر ''غلام'' کا لفظ صادق آتا ھے ' اسکے
باوجود ابن مدینی کہتے ھیں کہ انہوں نے علی کو نہیں دیکھا-

اور عجیب تر بات یہ ھے کہ ابن مدینی عمر کے اسی
حصہ میں عثمان سے حسن کے نہ صرف لقاء و رویت بلکہ سماع
تک کے قائل ھیں - چنانچہ کتاب العلل میں لکھتے ھیں :-

---

۱ اور ایک ضعیف قول یہ بھی ھے کہ ولادت سے جوانی تک
کی پوری مدت کیلئے غلام کا لفظ بولا جاتا ھے چنانچہ لسان العرب
(۱۵-۳۳۶) میں ھے ''الغلام ، الطار الشاب و قیل ھو من حین
یولد الی ان یشب'' یعنی غلام وہ ھے جسکی مونچھیں نکل رھی
ھوں اور یہ بھی کہا گیا ھے کہ پیدا ھونے سے جوان ھونے تک
کیلئے غلام کا لفظ بولا جاتا ھے -

''قد سمع الحسن من عثمان و هو غلام۱'' یعنی حسن نے عثمان سے سنا جبکہ وہ کم عمر تھے -

یہاں بھی ابن مدینی نے حسن کے لئے ''غلام'' کا لفظ استعمال کیا ھے جس سے کم از کم انکی اتنی عمر تو معلوم ہوتی ھے جسمیں سماع درست ھو- تو جب عثمان کی خلافت کے دوران انکی یہ عمر تھی کہ عثمان سے انکا سماع درست ھو تو کم از کم بھی عمر علی سے لقاء و سماع کیلئے ھونی چاھئے پھر عجیب بات ھے کہ ابن مدینی اس عمر میں عثمان سے تو حسن کے سماع کے قائل ھیں لیکن علی کی رویت تک کے بھی قائل نہیں -

ابو زرعہ

ابن مدینی کے مقابلہ میں ابو زرعہ اس کے قائل ھیں کہ حسن نے علی کو دیکھا تو ھے لیکن ان سے سنا نہیں - چنانچہ جب ابو زرعہ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا حسن نے بدریین میں سے کسی سے سنا ھے تو انہوں نے جواب دیا کہ ''رآھم رویہ' رای عثمان و علیا'' یعنی کچھ کچھ دیکھا ھے عثمان کو بھی دیکھا ھے اور علی کو بھی- اور جب ان سے پوچھا گیا کہ و علی سے سنا بھی ھے تو انہوں نے جواب دیا ''لا رای علیا بالمدینہ و خرج علی الی الکوفہ و البصرۃ و لم یلقہ الحسن و قال الحسن رائیت الزبیر یبایع علیا''۲ - یعنی علی سے حسن نے سنا نہیں ، صرف انہیں مدینہ میں دیکھا ھے اور جب علی کوفہ اور بصرہ کیطرف چلے گئے تو اسکے بعد ان سے حسن کی ملاقات نہیں ہوئی اور حسن نے یہ کہا ھے کہ میں نے زبیر کو علی سے بیعت کرتے دیکھا -

---

۱ القول ۱-۶۰

۲ تہذیب ۲-۲۶۶ ، ۲۶۷

ابو زرعہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ کوفہ اور بصرہ جانے سے پہلے مدینہ میں حضرت علی کے قیام کا وہ پورا زمانہ ہے جس میں حسن نے انہیں دیکھا اور یہ معلوم ہو چکا کہ یہ زمانہ ایک دو روز کا نہیں بلکہ پورے چودہ سال کا ہے - چنانچہ ابو زرعہ خود کہتے ہیں کہ ''کان الحسن البصری یوم بویع لعلی بن ابی طالب ابن اربع عشرۃ سنہ''[۱] - یعنی جس روز علی کیلئے بیعت کی گئی اس روز حسن بصری کی عمر چودہ سال تھی -

اسکے ساتھ ساتھ ابوزرعہ کی یہ روایت بھی قابل لحاظ ہے کہ حسن نے کہا کہ میں نے زبیر کو علی سے بیعت کرتے دیکھا - اس روایت کی ذمہ داری اگرچہ ابوزرعہ نے اپنے اوپر نہیں لی لیکن اسے نقل کر کے اس کا رد بھی نہیں کیا - اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ علی کی بیعت کے وقت حسن اور علی دونوں مدینہ میں تھے -

گویا چودہ سال کا طویل عرصہ ہے جسمیں علی اور حسن دونوں مدینہ میں ہیں اور اس عرصہ میں حسن نے علی کو دیکھا بھی ہے پھر یہ کہنا کتنا عجیب ہے کہ ان سے سنا نہیں -

بخاری

امام بخاری کے بارے میں شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ وہ علی سے حسن کے اتصال کے قائل نہیں[۲] - امام بخاری کی

---

۱ فخر الحسن ص ۱۹ ۲ قرۃ ص ۳۰

طرف عدم اتصال کی نسبت غالباً املئے کی گئی ہے کہ اپنی جامع صحیح میں انہوں نے حسن کی کسی ایسی روایت کی تخریج نہیں کی جو علی سے مروی ہو۔

امام بخاری نے اگر کسی ایسی روایت کی تخریج اپنی جامع صحیح میں نہیں کی تو اس کی وجہ وہ سخت شرائط ہیں جنکا انہوں نے اپنی اس کتاب میں التزام کیا ہے - اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہین کہ وہ علی سے حسن کے اتصال کے قائل نہیں کیونکہ امام بخاری ادب المفرد میں یہ روایت ذکر کرتے ہین کہ "حسن نے کہا مین نے عثمان کو اپنے خطبہ مین کتوں کو مار ڈالنے اور کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیتے سنا"[۱] - اور دوسری روایت حسن سے یہ ہے کہ عثمان جمعہ کے ہر خطبہ مین کتوں کو مار ڈالنے اور کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا کرتے تھے[۲] توجب امام بخاری اس کے قائل ہیں کہ عثمان سے حسن کا سماع ہوا تو اظہر یہی ہے کہ انہین علی سے بھی حسن کے سماع کا قائل ہونا چاہیئے ۔ اور تاریخ صغیر مین امام بخاری نے جو یہ روایت ذکر کی ہے کہ "حسن نے علی اور زبیر کو معانقہ کرتے دیکھا"[۳] تو اس سے یہ ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اتصال کے قائل ہیں -

مسلم

امام مسلم کے بارے میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ وہ علی سے

---

۱ ادب المفرد ۲-۶۸۵ (حدیث نمبر ۱۳۰۱) باب ذبح الحمام ۔

۲ ایضا ۲-۶۸۴ ۳ تاریخ صغیر ص ۱۹۸

البخاری ۔۔۔ مکتبہ اثریہ، سانگلہ ہل

حسن کے اتصال کے قائل نہیں[۱] - امام مسلم کی جانب یہ بات اسلئے منسوب کیجاتی ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں قتادہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "واللہ ما حدثنا الحسن عن بدری مشافہۃ"[۲] - یعنی خدا کی قسم ہم سے حسن نے کسی بدری سے مشافہۃ" کوئی روایت نہیں کی -

شاہ ولی اللہ نے بھی مسلم کیطرف عدم اتصال کے انتساب کی دلیل میں قتادہ کا یہی قول پیش کیا ہے[۳]-

حقیقت یہ ہے کہ قتادہ اپنے اس قول سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حسن نے جو روایات ہم سے بیان کی ہیں ان میں کسی بدری سے مشافہۃ" کوئی روایت نہیں - وہ یہ نہیں کہنا چاہتے کہ حسن نے کسی بدری سے کوئی روایت کی ہی نہیں - اور اگر حسن نے قتادہ سے کوئی ایسی روایت بیان نہیں کی تو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ انہوں نے کسی بدری سے کوئی بات سنی ہی نہ ہو - یہ تو جب لازم آتا کہ قتادہ نے کہا ہوتا کہ حسن نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ہم سے کسی بدری نے حدیث بیان نہیں کی - یا یہ کہا ہوتا کہ حسن نے صحابہ سے جو کچھ روایت کیا ہے وہ سب ہم سے بیان کر دیا ہے اور اس ذخیرہ میں کسی بدری سے کوئی روایت نہیں -

قتادہ کے قول کی یہ تاویل اس لئے بھی درست ہے کہ جو بات انہوں نے حسن کے بارے میں کہی ہے اسی طرح کی

---

۱ قرۃ ص ۳۰۰ ۲ مسلم ۱-۱۰۷

۳ قرہ ص ۳۰۱

بات سعید بن المسیب کے بارے میں بھی کہی ہے - وہ کہتے ہیں : "واللہ ما حدثنا الحسن عن بدری مشافہۃ و لا سعید غیر سعد"[۱] - یعنی حسن کیطرح سعید نے بھی ہم سے سعد (ابن ابی وقاص) کے سوا کسی اور بدری سے مشافہۃ کوئی حدیث بیان نہیں کی - اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ سعدابن ابی وقاص کے سوا کسی بدری صحابی سے سعید ابن المسیب نے مشافہۃ کوئی روایت ھی نہیں کی تو یہ درست نہیں کیونکہ سعد بن ابی وقاص کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی انکی مشافہۃ روایت کا ثبوت کتب حدیث سے ملتا ھے -

امام بخاری نے تاریخ صغیر میں سعید بن المسیب کا یہ قول ذکر کیا ھے کہ میں نے علی اور عثمان کے درمیان صلح کرائی[۲] -

امام بخاری نے اپنی جامع صحیح میں بھی سعید بن المسیب کی اس روایت کی تخریج کی ھے کہ عسفان کے مقام پر عثمان اور علی کے درمیان ، میرے سامنے ، اختلاف ھوا[۳] -

بخاری ، مسلم ، ترمذی اور تہذیب مزی میں ایسی متعدد روایتیں موجود ھیں جن سے ثابت ھوتا ھے کہ سعید بن المسیب نے عثمان اور علی سے مشافہۃ روایت کی ھے[۴] -

---

۱ مسلم ۱-۱۰۷ ۲ تاریخ صغیر ص۱۰۵ - حج کے موقع پر افراد و تمتع کے بارے میں حضرت عثمان اور حضرت علی کے درمیان جو اختلاف ھوا تھا ، یہ صلح اس سے متعلق تھی- ۳ صحیح بخاری ۱-۲۱۳ ۴ فخر الحسن ص ۴۹-۵۱

تاریخ صغیر میں امام بخاری نے حضرت سعید ابن المسیب کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ "مجھے وہ دن یاد ہے جب عمر نے منبر پر نعمان بن مقرن کی شہادت کی خبر سنائی"[۱]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سعید ابن المسیب نے حضرت عمر سے بھی مشافہۃً روایت کی ہے -

علامہ نووی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد بھی سعید کی عمر سے مشافہۃً روایت کے قائل تھے[۲] -

علامہ نووی مزید لکھتے ہیں کہ سعید نے عمر، عثمان اور سعد بن ابی وقاص سے سنا[۳] -

مزی کہتے ہیں کہ سعید نے خالد بن زید سے بھی روایت کی ہے جو بدری ہیں[۴] -

معلوم ہوا کہ قتادہ کی اس بات کا کہ "سعید نے بھی ہم سے سعد کے سوا کسی بدری سے مشافہۃً کوئی حدیث بیان نہیں کی" مطلب یہ ہے کہ یوں تو سعید نے دوسرے بدری صحابہ سے روایت کی ہے لیکن قتادہ سے سعید نے جو روایات بیان کی ہیں، ان میں سعد کے سوا کسی بدری صحابی سے مشافہۃً کوئی روایت نہیں - اسیطرح قتادہ کی اس بات کا کہ "ہم سے حسن نے کسی بدری سے مشافہۃً کوئی حدیث بیان نہیں کی" مطلب یہ لینا بالکل منطقی ہے کہ سعید کی طرح اگرچہ حسن کی روایات بدری صحابہ سے مشافہۃً ہیں لیکن قتادہ سے انہوں

---

۱ تاریخ صغیر ص ۳۰، ۱۰۵

۲ تہذیب الاسماء ۱-۲۱۹، ۲۲۰۔

۳ ایضا

۴ فخر الحسن ص ۵۲

نے جو روایات بیان کی ھیں ' ان میں کسی بدری سے مشافہہ" کوئی روایت نہیں -

ترمذی

امام ترمذی حسن عن علی کی اس روایت کے ذکر کے بعد کہ ''رفع القلم عن ثلثہ'' الحدیث لکھتے ھیں کہ ''ولا نعرف للحسن سماعا من علی''[۱] یعنی علی سے حسن کا سماع ھمیں معلوم نہیں - اس سے معلوم ھوتا ھے کہ وہ علی سے حسن کے سماع کے قائل نہیں -

لیکن امام ترمذی نے یہ بات در اصل اسلئے کہی ھے کہ حسن مدلس ھیں اور مدلس جب تک کسی روایت میں اپنے شیخ کو ایسے صیغہ سے بیان نہ کردے جو سماع میں صریح ھوتا ھے تو اس کی روایت متصل نہیں ھوتی[۲] اور کسی روایت میں کسی صریح صیغہ سے امام ترمذی کو علی سے حسن کا سماع معلوم نہیں ھوا ' اسی لئے انہوں نے صاف طور پر یہ کہدیا کہ علی سے حسن کا سماع ھمیں معلوم نہیں -

لیکن اسطرح امام ترمذی نے اپنے حد علم کا اظہار کیا ھے

---

۱ جامع ترمذی ۱-۱۷۰ ' ۱۷۱ ' باب ما جاء فیمن لا یجب علیہ الحد -

۲ تقریب النووی ص ۱۴۳-۱۴۴ ' حدیث کی اصطلاح میں مدلس اسے کہتے ھیں جو اپنے معاصر سے کوئی ایسی روایت کرے جو اس نے اس سے نہیں سنی لیکن الفاظ ایسے استعمال کرے جس سے سماع کا وھم ھوتا ھو - ''قال فلان'' (فلاں نے کہا) یا ''عن فلان'' (فلاں سے) وغیرہ (ایضا ص ۱۳۹ ' ۱۴۰)

اور اگر امام ترمذی کو کوئی ایسی روایت صحیح سند کے ساتھ نہیں پہنچی جس سے علی سے حسن کا صراحتاً سماع معلوم ہو تو یہ ضروری نہیں کہ کوئی ایسی روایت موجود ہی نہو۔ مسند ابی یعلی کی ایک صحیح روایت کا ذکر آئندہ صفحات میں میں آرہا ہے جو علی سے حسن کے سماع میں صریح ہے۔

ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ

ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ بھی علی کیساتھ حسن کے اتصال کے منکر ہیں لیکن ہم ان پر کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتے کیونکہ جہاں تک ابن تیمیہ کا تعلق ہے رسالہ فخرالحسن کے آخر میں ان کا تفصیلی رد موجود ہے اور جہاں تک شاہ ولی اللہ کا تعلق ہے ، انہوں نے قرۃالعینین میں اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے ' اسکا رد ہی رسالہ فخرالحسن کی تالیف کا اصل مقصد ہے اور یہ رد تفصیل کے ساتھ اسمیں موجود ہے۔[۱]

محدثین میں سے جن حضرات نے اس سلسلہ میں صراحت کیساتھ اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا اور صرف ان کے اشارات سے انکا رجحان سمجھ میں آتا ہے ' ہم انکی تفصیل میں بھی نہیں جانا چاہتے کیونکہ اشارات کلام سے کوئی رجحان سمجھ کر اسکا رد کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

مذکورہ صفحات میں جن منکرین اتصال کا ذکر کیا گیا

---

۱ مولانا فخرالدین کے رسالہ فخرالحسن کا ایڈٹ شدہ عربی متن جرنل کی آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیے۔ یہ مضمون دراصل اسی رسالہ کا مقدمہ ہے۔

ان میں سے ابن مدینی اسے تسلیم کرتے ہیں کہ علی جب مدینہ میں تھے تو اسوقت حسن بھی مدینہ میں تھے[۱] - ابو زرعہ اقرار کرتے ہیں کہ حسن نے علی کو دیکھا ہے[۲] - ابن تیمیہ[۳] اور شاہ ولی اللہ[۴] بھی یہ مانتے ہیں کہ حسن مدینہ میں پیدا ہوئے اور شہادت عثمان تک علی اور حسن دونوں مدینہ میں تھے تو ذہن میں قدرتی طور پر یہ سوال ابھرتا ہے کہ پھر یہ حضرات اتصال ، رویت ، لقاء یا سماع کے منکر کیوں ہیں ؟

انکار کی وجہ اسکے سوا اور کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ انہیں کوئی ایسی روایت نہیں ملی جو ان کے معیار صحت پر پوری بھی اترتی اور جس سے صراحۃً لقاء یا سماع ثابت ہوتا ، اور صرف امکان کو ان حضرات نے اس مقصد کیلئے کافی نہ سمجھا - چنانچہ شاہ ولی اللہ نے تو صراحۃً کہہ بھی دیا کہ ''در مطالب نقلیہ وقوع را ذکر می باید کرد نہ امکان را''[۵] یعنی منقول امور میں وقوع کا ذکر کرنا چاہئے نہ کہ امکان کا - اسیطرح دوسری جگہ لکھتے ہیں ''و در اتصال بر محض معاصرت اکتفاء کردن امرے است کہ سلامت ذہن ازان ابا میکند''[۶] یعنی اتصال میں صرف معاصرت پر اکتفاء کرنا ایسی بات ہے کہ ذہن کی سلامتی اسے قبول کرنے سے انکار کرتی ہے -

اسلئے اس مرحلہ پر ہمیں اسکا جائزہ لینا ہے کہ کیا

---

۱ تہذیب ۲-۲٦٧ ۲ ایضا ۲-۲٦٦
۳ منہاج السنہ ۴/١٥٦ ۴ قرۃ ص ۳۰۱
۵ ایضا ص ۳۰۱ ٦ ایضا ص ۳۰۳

ایسی روایات موجود ہیں جن سے حسن کا علی سے اتصال ثابت ہوتا ہو ۔

علی سے حسن کی معنعن روایات

علامہ سیوطی نے اتحاف الفرقہ[1] میں اور مولانا فخرالدین دہلوی نے رسالہ فخرالحسن میں[2] امام احمد، ترمذی، نسائی، حاکم، دار قطنی، طحاوی، دیلمی، ابو نعیم اور خطیب بغدادیؒ کے حوالوں سے ایسی متعدد احادیث ذکر کی ہیں جن میں حسن علی سے روایت کرتے ہیں لیکن یہ تمام روایات معنعن ہیں جن میں ''حسن عن علی'' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ۔ ہم ان میں سے صرف ایک حدیث کو نمونہ کیلئے پیش کرتے ہیں ۔

جامع ترمذی میں ہے ''عن الحسن عن علی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال : رفع القلم عن ثلثہ'' ۔ عن النائم حتی یستیقظ و عن الصبی حتی یشب و عن المعتوہ حتی یعقل''[3] یعنی تین قسم کے لوگوں سے مواخذہ اٹھا لیا گیا ہے ، سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو ، بچے سے یہاں تک کہ جوان ہو اور مجنون سے یہاں تک کہ وہ صاحب عقل ہو ۔

ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے ۔ الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ امام احمد ، نسائی ، حاکم اور ضیاء مقدسی نے بھی اسکی تخریج کی ہے ۔ اور حاکم اور ضیاء مقدسی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے[4] ۔

---

۱ اتحاف ص ۷۷ ، ۷۸   ۲ فخرالحسن ص ۳۱ ، ۳۲
۳ ترمذی ۱ - ۱۷۰ ، ۱۷۱ باب فیمن لا یجب علیہ الحد
۴ اتحاف ص ۷۶ ، ۷۷ ، فخر الحسن ۳۱ ، ۳۲

حدیث معنعن کے سلسلہ میں دو قاعدے

معنعن احادیث کے بارےمیں دو قاعدے ذهن میں رهنے چاهئیں ' ایک یه که اگر وه تدلیس کے شبه سے خالی هو اور لقاء کا امکان هو تو جمهور محدثین کے نزدیک وه متصل هوتی هے[۱] - دوسرے یه که اگر کوئی ثقه محدث کسی معنعن روایت کی تصحیح کر دے تو تدلیس کا شبه مرتفع هو جاتا هے -

اور جب "رفع القلم" الحدیث کی روایت کی جو معنعن هے حاکم اور ضیاء مقدسی نے تصحیح کر دی تو مذکوره دو اصولوں کے مطابق تدلیس کا شبه بهی ختم هو گیا اور یه متصل بهی هو گئی - اور جب اس حدیث کو متصل مان لیا گیا تو علی سے حسن کا سماع ثابت هو گیا -

علی کیساتھ حسن کے اتصال کو ثابت کرنے کی یه صورت اگرچه روایات اور اصول پر مبنی هے مگر بهر حال استدلالی هے - اس سے آگے بڑھ کر ایک صحیح روایت ایسی بهی موجود هے جو علی سے حسن کے سماع میں صریح هے -

مسند ابو یعلی کی ایک صحیح اور صریح روایت

مسند ابو یعلی میں هے "حدثنا حوثرة بن الاشرس قال اخبرنا عقبة بن ابی الصهباء الباهلی قال سمعت الحسن یقول قال رسول‌الله صلے الله علیه و سلم مثل امتی مثل المطر : الحدیث[۲]

---

۱ تقریب نووی ص ۱۳۲ ۲ اتحاف ص ۸۰ - حدیث کا باقی حصه یه هے - "لا یدری اوله خیر ام آخره"

(ترجمه) (ابو یعلی کہتے ہیں کہ) ہم سے حوثرہ بن الاشرس نے بیان کیا ' وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عقبہ ابن ابی الصہباء الباہلی نے خبر دی ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن کو یہ کہتے سنا ' حسن کہتے ہیں کہ میں نے علی کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میری امت کی مثال بارش کی سی ہے (نہیں معلوم کہ اسکا پہلا حصہ اچھا ہے یا آخری) -

اس روایت میں ''سمعت علیا یقول'' (میں نے علی کو یہ کہتے سنا) کے الفاظ صریح طور پر علی سے حسن کے سماع کو بتا رہے ہیں کیونکہ ''سمعت'' کا صیغہ محدثین کے نزدیک سماع میں صریح ہے[1] -

اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں - ابو یعلی بالاتفاق حافظ حدیث اور ثقہ ہیں - ابن حبان نے ثقات میں ابو یعلی کو اتقان اور دین کے ساتھ متصف کیا ہے[2] - حاکم نے ابو یعلی کا ذکر ''ثقہ مامون'' کے الفاظ سے کیا ہے[3] - اور ذہبی نے ان کیلئے حافظ ' ثقہ اور محدث الجزیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں[4] -

حوثرہ[5] کو ابن حبان ثقہ مانتے ہیں ' اسی لئے انہوں

---

۱ تقریب نووی ص۱۴۴ ۲ تذکرۃ الحفاظ ۲-۲۴۹

۳ ایضا ۴ ایضا ۲-۲۴۸

۵ علامہ سیوطی کی الحاوی للفتاوی (۲-۱۹۴) میں ''حوثرہ'' کے بجائے جویریہ ہے اور حسن الزمان خان بھی لکھتے ہیں کہ بعض نسخوں میں جویریہ ہے لیکن وہ وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ حوثرہ ہے جویریہ نہیں (القول ۱-۲۰۰) اور جو وہ کہتے وہی درست ہے - کیونکہ جویرہ ابن الاشرس نام کے کوئی راوی نہیں -

نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۱ - اور عقبہ کی توثیق امام احمد نے کی ہے۲ -

خلاصہ یہ ہے کہ مسند ابو یعلی کی اس روایت سے جس کے تمام رواۃ ثقات ہیں ' علی سے حسن کا سماع صریح طور پر ثابت ہوتا ہے -

---

۱ اتحاف ص ۸۰ ۲ ایضا ' حسن الزمان خان لکھتے ہیں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس سند کے رجال میں حسب ذیل حضرات میں سے کسی نے کلام نہیں کیا حالانکہ احوال رجال میں یا تو انکی مستقل تصانیف ہیں یا انہوں نے اپنی روایات کے ذیل میں رجال پر گفتگو کی ہے :-

ابو حنیفہ ' مالک ' دونوں سفیان ' شعبہ ' قطان اور ان کے طبقہ کے لوگ ' شافعی ' ابن مہدی ' ابن سعد ' احمد ' ابن معین ' ابن المدینی ' فلاس ' ابو خیثمہ اور انکے طبقہ کے لوگ ' ابو زرعہ ' بخاری ' ابو حاتم ' مسلم ' جوزجانی اور ان کے طبقہ کے لوگ ' ابو داود ' ترمذی ' بزار ' نسائی ' طبری ' ابن خزیمہ ' بغوی ' دولابی ' طحاوی ' عقیلی ' ابن ابی حاتم ' ساجی ' ابن یونس ابو احمد حاکم ' مسلمہ ' اسمعیلی ' ابن الجارود ' طبرانی ' ابن حبان (حالانکہ انہوں نے ائمہ تک کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے) ابن عدی (حالانکہ انہوں نے اپنی ''الکامل فی الجرح'' میں یہ یہ شرط کی ہے کہ وہ اس میں ہر ایسے شخص کا ذکر کرینگے جسکے بارے میں کلام کیا گیا ہو چاہے وہ امام ہی کیوں نہو) ابن شاہین ' ازدی ' دار قطنی ' حاکم ' ابو نعیم ' ابو ذر ' بیہقی ' خطیب ' ابو عمر ' ابن طاہر المقدسی ' ابن ناصر ' ابن جوزی ' ابن اثیر ' ابن صلاح ' ضیاء ' ابن قطان ' ابن عبدالسلام ' سمعانی ' ابن عساکر ' ابن النجار ' نووی ' مزی ' علائی ' ابن الترکمانی ' مغلطائی ' ابن تیمیہ ' ذہبی ' سبکی ' عراقی ' ابن حجر ' سخاوی ' سیوطی اور ابن عراق - (القول ۱/۲۰۲'۲۰۳)

محدثین کا ایک اور مسلمه اصول

محدثین کا یه مسلمه اصول هے که ثقه مدلس اگر کسی روایت میں اپنے شیخ کو کسی ایسے صیغه سے بتا دے جو سماع میں صریح هوتا هے ' مثلاً ''سمعت'' یا ''حدثنا'' تو اس شیخ سے اس کی تمام مرویات مقبول اور متصل هوتی هیں[1] خود بخاری میں قتاده اور سفیانین سے متعدد مرسل احادیث موجود هیں لیکن چونکه ان حضرات کا اپنے مروی عنهم سے لقاء اور سماع دوسری روایات سے صریح طور پر ثابت هے اسلئے ان مرسل احادیث کو بهی متصل کا حکم دیا جاتا هے[2] ۔

حضرت حسن اسمیں شک نهیں که مدلس اور کثیرالارسال هیں ' لیکن ان کے ثقه هونے میں کسی کو کلام نهیں لهذا جب مسندابی یعلی کی ایک صحیح روایت میں انهوں نے '' سمعت '' کے لفظ سے اپنے شیخ ' علی کی تصریح کردی ۔ تو مذکوره قاعدے کے مطابق ان سے ان کی تمام معنعن اور مرسل روایات متصل کے حکم میں هو گئیں ۔

ایک الجهن اور اسکا حل

جب درایت اور روایت دونوں کی رو سے علی کے ساتھ حسن کا اتصال ثابت هے اور بهت سی معنعن روایات بهی موجود هیں جن سے معلوم هوتا هے که حسن' علی سے بکثرت روایت کرتے هیں تو ایک الجهن یه پیدا هوتی هے که آخر حسن نے علی سے اپنی روایات میں ایسے صیغے کیوں بکثرت استعمال نه

---

۱ تقریب نووی ص ۱۴۴ ۲ ایضا

کئے جو سماع میں صریح ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر انہوں نے اسطرح کے صیغے استعمال کئے ہوتے تو اتصال یا عدم اتصال کا مسئلہ ہی کھڑا نہ ہوتا ۔

اس الجھن کا حل ہمیں حضرت حسن کے اس جواب سے ملتا ہے جو انہوں نے اپنے ایک عزیز اور معتمد علیہ شاگرد یونس ابن عبید کو دیا تھا کہ میں جب ارسال کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ وسلم نے یہ فرمایا ' تو وہ روایت علی سے ہوتی ہے لیکن زمانہ ایسا ہے کہ میں ان کا نام نہیں لے سکتا[1] ۔

ملا علی قاری بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ علی کا نام اس لئے حذف کر دیا کرتے تھے کہ کہیں حجاج کی طرف سے کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں[2] ۔

اگر گذشتہ اوراق میں جو کچھ عرض کیا گیا اسکے نتیجہ کے طور پر اگو یہ کہا جائے تو اس کے تسلیم کرنے میں ادنیٰ تامل بھی نہ ہونا چاہئے کہ علی سے حسن کا اتصال ثابت ہے ' روایتاً بھی اور درایتاً بھی ۔ واللہ اعلم باالصواب ۔

---

۱ فخر الحسن ص ۴۲ بحوالہ تہذیب مزی ۔

۲ فخرالحسن ص ۲۵ ' ۲۶ ۔ ابن عماد حنبلی لکھتے ہیں کہ حجاج کی طرف سے وہ بڑے ہولناک واقعات سے دو چار ہوئے لیکن اللہ نے انہیں اس کے شر سے محفوظ رکھا ۔ حجاج جب کبھی ان کی مجلس میں آتا تھا تو وہ اس کے لئے کھڑے نہ ہوتے تھے بلکہ جگہ دیدیتے تھے اور وہ ان کے پہلو میں بیٹھ جاتا تھا اور حسن اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے تھے (شذرات ۱-۱۳۷)

INTRODUCTION

The Chishti *shaykhs* trace their *silsilah* to Ḥadrat 'Al, through Ḥasan Baṣrī, and then to the Prophet. Some scholars, the most famous of them being Shāh Wali Allāh, have however expressed doubts about the fact that Ḥasan Baṣri was a pupil of Ḥadrat 'Ali. Shāh Fakhhr al-Dīn of Delhi wrote a treatise on this controversy which had become rare. It is now being reprinted with a short sketch of the author's life.

Mawlānā Shāh Fakhr al-Din, author of *Risālah Fakhr al-Ḥasan*, was one of the most prominent of Chhishti *shaykhs* of the eighteenth century. He was an eminent scholar besides being a man of piety, and was highly respected for his human qualities. Some of the leading persons of the time, including members of the Mughul royal family, were enrolled among his disciples[1]. He commanded great influence in the religious and literary circles of Delhi and following the tradition of his *silsilah* sent his *khalīfahs* to different parts of the Subcontinent.[2]

Fakhhr al-Dīn was born in 1126/1714 at Aurangabad where his father, Mawlānā Niẓām al-Dīn (d. 1142/1730) had settled at the direction of his *pir*, Shāh Kalim Allāh Jahānābādi (d. 1140/1727).[3] His father died when he was only sixteen years old; he took three more years to complete the course of his studies. Among his teachers may be mentioned the names of Miān Jān Muḥammad (who taught him *Fuṣūṣ al-Ḥikam*, *Ṣadrā* and *Shams Bāzighah* etc.), Mawlānā 'Abd al-Ḥakim, Ḥāfiẓ As'ad al-Anṣāri al-Makki who taught him *ḥadith* and was a pupil of Shaykh

1 The last Mughul emperor, Bahādur Shāh II, is also stated to have been enrolled as his disciple when he was a young boy. He has written poems in his praise.

2 Shāh Niyāz Aḥmad, for instance, was sent to Barelily (U. P.)

3 See *Manāqib-i-Fakhriyah* (Delhi, 1315 H) p. 204-5.

Ibrahim Kurdī. His father had also given him lessons in some disciplines including medicine (*ṭibb*). Besides his studies, he was interested in the art of fighting and had actually joined the army; he was closely associated with Niẓām al-Dawlah Nāṣir Jang and Himmat Yār Khān. Subsequently he left the army and retired to Awrangabad where he succeeded his father as a *shaykh* and continued his work.[1]

At the age of thirty-four (1160/1747) he left for Delhi. For some days he stopped at the shrine (*dargāh*) of Khwājah Quṭb al-Dīn Bakhtyār Kākī; he also paid visits to the tombs of Shaykh Niẓām al-Dīn Awliya (d. 725/1325) and Shah Kalim Allah Jahānābādī where his son received him with great cordiality and persuaded him to stay with him for two or three days. For his residence in Delhi he took a house on rent in Katra Phulayl, but shortly after he shifted to and started teaching in the famous *madrasah*, outside Ajmer Gate, which had been founded by Ghāzī al-Dīn, father of the author of the *Manāqib*.[2]

Thus, Mawlānā Fakhr al-Dīn was one of the few persons of his time who imparted instruction in religious sciences along with the work of guiding the people in the spiritual discipline of the *ṣūfis*. A striking feature of his seminary was that its doors were open to all who wanted to be benefited by his guidance—Muslims as well as non-Muslims. In the sacred month of *Ramaḍān*, lessons were given only in *ḥadith*, and during the last ten dyas even this was discontinued.[3] Like most of the eminent *ṣūfī-shaykhs* he did not only believe in social equality but demonstrated it in his dealings with the people and daily routine of life. He would get up to receive every visitor regardless of his status in society, and he behaved in the same way, even when he was ill.[4] He treated his disciples and acquaintances as equals and never let any one feel that he considered himself to be superior in knowledge

1 *Manāqib*, p. 297.
2 *Ibid.*, pp. 215, 221.
3 *Fakhr al-Ṭālibin*, p. 76.
4 Cf. *Manāqib*, p. 230.

or social status. When travelling, if he had some transport he would use it only sparingly, allowing others to utilize it for most of the time. He was very particular about keeping his word; in fact he would feel uneasy as long as his promises remained unfulfilled, He was exceedingly polite in conversation and addressed the people as *Ḥadrat*—a mark of respect.[1]

Mawlānā Shāh Fakhr al-Dīn breathed his last on 27 *Jumādā* II 1199/April 1785 at the tomb of Khwājah Bakhtyār Kākī, where also he was laid to rest. He is the author of three works—*Niẓām al-'Aqā'id, Risalah-i-Murjiyah* and *Fakhr al-Ḥasan*.[2]

"The showering of favours on this humble person", writes the author of the *Manāqib*, "began at the time when Ḥadrat Mawlānā (Fakhr al-Dīn) had started writing a treatise on Ḥadrat Ḥasan Baṣrī's meetings (*mulāqāt*) with Ḥadrat 'Alī, as it is through this contact that the *Chishti silsilah* reaches him. This 'book' (*Fakhr al-Ḥasan*) was written in reply to (the charges of) the *Naqshbandī shaykhs*". In fact it was written to refute the statement of Shāh Wali Allāh made in *Qurrat al-'Aynayn* (Delhi, 1310 H., pp. 298—309) that Ḥasan Baṣrī never came into contact with Ḥadrat 'Alī.[3]

"One day" aays the same writer "This humble servant was present before the *Shaykh*. Some pages of the treatise were lying near him: I took them in my hand and read a portion of the book. He asked me about it. I replied that I agreed with his arguments and inquired if he had given any title to it, on which he told me to suggest one. I said, *Fakhr al-Ḥasan* would be a good title for the treatise. He was happy to hear it and said with a smile that

---

1 As an illustration of his sense of social equality his biographer has said that the sweeper of his house did not turn up for two consecutive days. Thinking that something unusual might have happened he went to his house to inquire if he was well.

2 *Manāqib*, pp. 230-31; 236.

3 The view expressed by K. A. Niẓāmi, (*Tadhkirah-i-Mashāi,kh-Chishti*, p. 476) that the treatise was written as a reply to Shāh Wali Allāh's statement made in his *Intibāh fi Salasil-i-Awliya Allāh* is not correct, although there is a reference to this controversy in that treatise.

he fully approved my suggestion".[1] The commentator of *Fakhr al-Ḥasan*, Aḥsan al-Zamān Khān,[2] says that the treatise had been completed in the life-time of Shāh Wali Allāh, and he is stated to have read it; but he was ill at the time and died soon after.

It appears that the basis of *Fakhr al-Ḥasan* was 'Allāmah Suyūṭī's tract, *Itḥāf al-Firqah*. Mawlānā Fakhr al-Dīn has added to its contents much useful information although at places he has given lengthy descriptions of some of the eariier works which contain references to this controversy.[3]

In editing the text the present writer has utilized two printsd texts and one manuscript of the *Risālah*.

(1) The text which has been published with its Arabic commentary, *Al-Qawl al-Mustaḥsan*, is the basis of our edition; it is fairly good and correct. It has been referred to as (الف).

(2) The Bankipur edition is full of mistakes; it has been referred to as (ب).

(3) The manuscript belonging to Mawlānā Azīz al-Mulk Sulaymānī who says that it has been copied from a manuscript in a private collection in Jaipur. He adds that copies of the *Risālah* were sent by the author to his *khalīfahs*. one of whom Mawlānā Ḍiya al-Din, lived in Jaipur. However the manuscript is full of mistakes and interpolations; we have therefore referred to it only rarely,

---

1 *Manāqib*, p. 360.

2 He has written this commentary, *al-Qawl al-Mustaḥsan*, in Arabic; it has been published in two volumes from Hyderabad, Dn. in 1312 H. The Urdu translation of the treatise by Abu al-Ḥasanāt Mawlānā 'Abd al-Ghafūr Dānāpurī has been published under the title, *'Alī Ḥasan*, from Bankipur in 1903.

3 As for instance he has written more than two pages in praise of Ghazālī's *Iḥya'* and about six pages on Imām Muslim's statement that Ḥasan Baṣrī's contemporaneity with Ḥaḍrat 'Alī is a clear evidence of their relation as teecher and pupil because both lived in Madīnah. Nevertheless, he has discussed various aspects of this controversy in a scholarly style, like that of the *Muḥaddithīn*.

رسالہ فخرالحسن

ڈاکٹر محمد مظہر بقا

بسم للہ الرحمن الرحیم

اللهم لک الحمد و الیک المشتکی‘ و انت المستعان‘ ولا حول ولا قوة الا بک‘ و منک الصلوة علی سیدنا خیر خلقک محمد‘ و آله و اصحابه و احبابه اجمعین ۔

اما بعد‘ فلما سمع محمد المشتهر بفخر الدین النظامی الا ورنقا بادی الدهلوی من بعض الناس۱: ان کل حدیث روی الامام الفقیه المامون الحسن ابن ابی الحسن البصری رضی الله تعالے عنه عن امیر المومنین علی۲ البدری المرتضی کرم الله تعالے

---

۱ یقصدالمولف بقوله بعض الناس شاه ولی الله الدهلوی فغرضه من تالیف هذه الرساله الرد علیه والفقرة ''من کل حدیث روی'' الی ''لا یثبت له‘ اصل'' مترجمه عن کتابه القرة (ص ۲۹۹-۳۰۱)

۲ علی بن ابی طالب هو اول من اسلم من الذکور فی اکثر الاقوال و قد اختلف فی سنه یومئذ‘ استخلف یوم قتل عثمان و هو یوم الجمعه لثمانی عشره خلت من ذی الحجه سنته خمس و ثلثین و ضربه عبدالرحمن ابن ملجم المرادی بالکوفه صبیحه الجمعه لثمانی عشرة لیله خلت من شهر رمضان سنه اربعین و مات بعد ثلاث لیال من ضربه (کمال ص ۱۸)

وجهه، مرسل١ عند البخاری٢ و مسلم٣ و الترمذی٤ و ابی داؤده و غیرهم، لا متصل٦ و ان البحث فی اتصال الامام الحسن البصری

---

١ اتفق علماء الطوائف علی ان قول التابعی الکبیر قال رسول الله صلے الله علیه وسلم کذا او فعله، یسمی مرسلاً، فان انقطع قبل التابعی واحد او اکثر، قال الحاکم وغیره من المحدثین لایسمی مرسلاً بل یختص المرسل بالتابعی عن النبی صلے الله علیه وسلم، فان سقط قبله واحد فهو منقطع و ان کان اکثر فمعضل و منقطع، و المشهور فی الفقه والاصول ان الکل مرسل (تقریب النووی ص ١١٤-١١٨) و اکثر ماتروی المراسیل من اهل البصرة عن الحسن ابن ابی الحسن (معرفة علوم الحدیث ص ٢٥)

٢ البخاری : (١٩٤-٢٥٦ھ، ٨١٠-٨٧٠م) محمد بن اسمعیل ابن ابراهیم ابن المغیرة، ابو عبدالله، حبرالاسلام و الحافظ لحدیث رسول‌الله، صاحب الجامع الصحیح (الاعلام ٦-٢٥٨)

٣ مسلم (٢٠٤-٢٦١ھ، ٨٢٠-٨٧٥م) مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، النیسابوری، ابوالحسین، حافظ، من ائمه المحدثین، اشهر کتبه ''صحیح مسلم'' (الاعلام ٨-١١٧)

٤ الترمذی : ٢٠٩-٢٧٩ھ، ٨٢٤-٨٩٢م) محمد بن عیسی، ابو عیسی، من علماء الحدیث و حفاظه، تتلمذللبخاری و شارکه فی بعض شیوخه (الاعلام ٧/٢١٣)

٥ ابو داؤد : (٢٠٢-٢٧٥ھ، ٨١٧-٨٨٩م) سلیمان‌ابن‌الاشعث امام اهل الحدیث فی زمانه (الاعلام ٣/١٨٢)

٦ المتصل ماالتصل اسناده مرفوعا کان او موقوفا علی من کان (تقریب النووی ص ١٠٨)

با میر المومنین علی رضی الله تعالے عنه و عمن رضی عنه، لیس علی قواعد فن الحدیث، و الاکتفاء فی الاتصال علی المعاصرة المحضه" امر تاباه سلامه" الذهن، اذ فی المطالب النقلیه" یعتبر الوقوع لا الامکان، و الصوفیه" یقولون بلقاء ایاه و سماعه منه کرم الله وجهه، و وجه من رای وجهه، و بعد التفتیش لا یثبت له اصل١ فاستخارالله تعالے، و تتبع کتب ائمه" هذا الشان، اسکنهم الله بحبوحه" الجنان، فوجد٢ - حدیثا٣ صحیحا٤ له رضی الله تعالے عنه، و عمن استفاض٥ عنه موصولا مقبولا علی اصول هولاء الفحول، و سماعه منه، و لقاه ایاه ثابتا عندهم، و لکلیهما٦ اصلا کلیا قویاً عند جماهیر ائمه" هذه المعرفه"، شکر الله سعیهم، فبینه٧ کله فی هذه الکراسه"، مع قصر الباع فی الصناعه"، و ان کانت الا سانید العلیه" للصوفیه" القدسیه" : من طرق السلسله" الجشتیته و القادریه" و السهر وردیه" و النقشبندیه" و غیرها من اولیاء الله تعالے رضی الله عنهم اجمعین الذین قال النبی صلے الله علیه وسلم فیهم : ''ان من عباد الله من

---

١ ب : الاصل ٢ ب : فوجدت

٣ یرید خبر ''مثل امتی کمثل المطر'' وسیاتی بالتحقیق (القول ١/١١)

٤ الصحیح : ماالتصل سنده بالعدول الضابطین من غیر شذوذ ولاعله" (تقریب النووی ص ٢٢)

٥ ب : استفاضه

٦ ای الاجتماع و السماع (القول ص ١١)

٧ ب : فبینه

لو اقسم علی اللہ لا برہ' ''۱ و قال : ''یغبطهم الانبیاء والشهداء''، ''هم المتحابون فی اللہ من قبائل شتی و بلاد شتیٰ' یجتمعون علیٰ ذکر اللہ یذکرونه'' ۲ — لا تصال الحسن بعلی۳ کرم اللہ وجهه' کثیرة۴ شهیرة مسطورة فی کتبهم' مذکورة علی السنة تبعهم و انهم مع ذالک علی بینة من ربهم تعالیٰ' فالمطلوب الکلام بحسب لسان فن الحدیث و اهله -

---

۱ اخرجه البخاری فی حدیث طویل عن انس بن مالک قال : الربیع (وهی بنت النضر) کسرت ثنیة امراة فامر رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم بالقصاص فقال انس یا رسول اللہ والذی بعثک بالحق لا تکسر ثنیتها ' فرضوابالارش و ترکوا القصاص فقال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لابره '' (۱/۳۹۳-۳۹۴)

۲ روی الترمذی عن معاذ بن جبل قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم یقول قال اللہ عزو جل ' المتحا بون فی جلالی لهم منابیر من نور یغبطهم النبیون و الشهداء (ترمذی ۲/۶۲) و فی الترغیب و الترهیب للمنذری عن ابی الدرداء قال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم لیبعثن اللہ اقواما یوم القیامة فی و جو ههم النور علی منابر اللؤلؤ یغبطهم الناس لیسوا با نبیاء و لا شهداء ' قال فجثی اعرابی علی رکبتیه فقال یا رسول اللہ حلهم لنا نعر فهم ' قال هم المتحابون فی اللہ من قبائل شتیٰ' و بلاد شتی یجتمعون علی ذکر اللہ یذکرونه' رواہ الطبرانی یا سناد حسن

۳ ب : بعلی الصدیق

۴ ب - کرم اللہ وجهه وجه کثیرة - والصواب مافی (الف)

ثم ان ا هذا الاصل المعول هو کالمقدمه" فی الباب و یبتنی علی ثلث مقدمات، فلتذکر۲ قبل لتعین علی فخرالحسن، و هو ایصال الاتصال و ارسال الارسال -

المقدمه" الاولی

انه ولد۳ الحسن لسنتین بقیتا من خلافه" امیرالمومنین عمر بن الخطاب۴ رضی الله تعالے عنه بالمدینه الطیبه ، فکان بها الی سن اربع عشرة مستشهد عثمان۵ رضی الله تعالے عنه، و قدم

۱ ان : فی (الف) فقط

۲ ب : فلنذکر

۳ ب : "الوله" و هوخطا،

۴ عمر بن الخطاب اسلم سنه" ست من النبوة و قیل سنه" خمس و ظهر الاسلام یوم اسلامه و سمی الفاروق لذالک ، طعنه ابولؤلؤ غلام مغیره بن شعبه" بالمدینه" یوم الاربعاء لاربع بقین من ذی الحجته سنه" ثلث و عشرین و دفن یوم الاحد عشرة المحرم سنه" اربع و عشرین ، وله، من العمر ثلث و ستون سنه" و کانت خلافته عشرسنین و نصفا (اکمال ص ۱۸)

۵ عثمان بن عفان : کان اسلامه فی اول الاسلام علی یدی ابی بکر ، هاجرالی ارض الحبشه" الهجرتین ، استخلف اول یوم من المحرم سنه" اربع و عشرین ، قتله الاسود التجیبی من اهل مصر و قیل غیره (فی ذی الحجه بعد عیدالاضحی سنه" خمس و ثلثین) دفن یوم السبت با لبقیع وله ، یومئذ من العمر اثنان و ثمانون سنه" و قیل ثمان و ثمانون سنه" ، و کانت خلافته اثنتی عشرة سنه" الاایاما (اکمال ص ۱۸)

البصرة بعد ۔ قال الحافظ مجدالدین ابوالسعادات المبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی الجزری ثم الموصلی الشہیر بابن الاثیر[1] فی فن اسماء الرجال من جامع الاصول فی ترجمته : ''ھو ابو سعید الحسن بن ابی الحسن' و اسم ابی الحسن یسار البصری' من سبی میسان[2]' مولی زید بن ثابت[3]' ولد لسنتین[4]' بقیتا من خلافۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ بالمدینۃ الشریفۃ —زادھا اللہ تعالےٰ تشریفا و تعظیما— و قدم البصرة بعد مقتل عثمان 'و کذا ذکر الشیخ العلامۃ ولی الدین

---

۱ ابن الاثیر : (۰۰۰-۶۳۰ھ ' ۰۰۰-۱۲۳۳م) المورخ الامام من العلماء بالنسب و الادب (الاعلام ۵/۱۵۳)

۲ میسان موضع من ارض البصرة (معجم ما استعجم ۴/۱۲۸۳) و قال عبداللہ الصاوی فی حاشیۃ المعارف لابن قتیبہ ''میسان کورة بین البصرة و واسط '' وقال ابن قتیبہ کان المغیرة افتتحها زمن عمر بن الخطاب لما ولاہ البصرة وقال آخرون یسار من اھل نہر المراة (المعارف ص ۱۹۵) و فی انسان العیون ''کان والدہ من جملۃ السبی الذی سباہ خالد من الفرس فی خلافۃ الصدیق (القول ۱-۳۱ ھامش)

۳ و قیل مولی جمیل بن قطبہ (تذکرة الحفاظ ۱/۷۱) و قیل مولی جابر بن عبداللہ و قیل غیر ذالک (البدایۃ و النہایۃ ۹/۲۶۶) اعتقہ ربیع بنت النضر (طبقات ۷/۱۵۶' اکمال ص ۸) و زید بن ثابت الانصاری ' کاتب النبی ' کان احد فقہاء الصحابۃ و ھو احد من جمع القرآن ' مات بالمدینۃ سنۃ ۵۴ و لہ ست و خمسون سنۃ (اکمال ص ۱۱)

۴ ب : بسنتین

محمد بن عبدالله بن محمد بن الخطیب التبریزی۱ فی اسماء رجال المشکوة۲ - و ذکر الحافظ جمال الدین المزی۳ فی التہذیب و الحافظ شمس الدین الذہبی۴ فی تذہیب التہذیب : انه - حضر یوم الدار وله اربع عشر سنه'' -

المقدمه الثانیه

ان امیرالمومنین علیا المرتضی کرم الله وجہه کان بالمدینه الطیبه من حین نہزه الحسن الی ان بلغ اربع عشر سنه - کما سیاتی عن الحافظ السیوطی۶' - بل لم یخرج منہا الابعد اربعه

---

۱ الخطیب التبریزی : بعد ۷۳۷۰۰ھ ' ۱۳۳۶۰۰ م) محمد بن عبدالله ' ولی الدین ' عالم بالحدیث (الاعلام ۷/۱۱۲)

۲ اکمال ص ۸

۳ المزی : ۶۵۴-۷۴۲ھ ' ۱۲۵۶-۱۳۴۱ م) یوسف بن عبدالرحمن ' محدث الدیار الشامیه فی عصره (الاعلام ۹/۳۱۳)

۴ الذہبی : (۶۷۳-۷۴۸ھ ' ۱۲۷۴-۱۳۴۸ م) محمد بن احمد بن عثمان ' حافظ مورخ علامه محقق ' مولده و وفاته فی دمشق (الاعلام ۶/۲۲۲)

۵ ب : ''میز'' و کذافی الحاوی ۲/۱۹۲

۶ عبدالرحمن بن ابی بکر الجلال السیوطی ' ۸۴۹-۹۱۱ھ ' ۱۴۴۵/۱۵۰۵ امام ' حافظ ' مورخ ' ادیب ' له' نحو ۲۰۰ مصنف ' (الاعلام ۴/۲۱)

اشهر من مبایعته للناس، ذکره القضاعی۱ فی تاریخه، و الحسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری۲ فی الخمیس۳ نا قلا من المختصر الجامع -

المقدمۃ الثالثۃ

ان السماع فی سن التمییز صحیح مقبول سواء بلغ السامع حد الحلم ام لا - قال ابن الاثیر فی باب الاصول من جامع الاصول: "اما اذا کان (ای الراوی)۴ طفلا عند التحمل ممیزا بالغا عندالروایۃ فتقبل (ای روایته")۵: لان الخلل قد اندفع عن تحمله وادائه و یدل علی جوازه اجماع الصحابۃ رضی الله تعالے عنہم علی قبول روایۃ جماعۃ من۶ احداث نا قلی الحدیث کا بن عباس۷

---

۱ القضاعی : (۰۰-۴۵۴ھ ، ۰۰-۱۰۶۲م) محمد بن سلامه، مورخ ، مفسر ، من علماء الشافعیۃ (الاعلام ۷-۶۱)

۲ الدیار بکری : (۰۰-۹۶۶ھ ، ۰۰-۱۵۵۹م) حسین بن محمد ، مورخ ولی قضاء مکۃ و توفی فیها (الاعلام ۲/۲۸۰)

۳ الخمیس ۲/۲۷۷

۴ شرح من المولف ولیس فی جامع الاصول

۵ شرح من المولف ولیس فی جامع الاصول

۶ ب : فی

۷ ابن عباس : هو عبد الله بن عباس ، ابن عم رسول الله صلے الله علیه وسلم ، ولد قبل الهجره بثلاث سنین ، مات سنۃ ۶۸ بالطائف (تقریب ۲۷۲)

و ابن الزبیر١ و ابی الطفیل٢ و محمود ابن الربیع٣ و غیرهم من غیر فرق بین ما تحملوه قبل البلوغ و بعدهم ـ و قال الحافظ جلال الدین السیوطی رحمه الله فی (اتمام الدرایه): "سن التحمل و وقته بالنسبه الی السماع التمییز، و یحصل غالباً باستکمال خمس سنین"٥ ـ و قال الحافظ جمال الدین المزی روح الله روحه فی ترجمة الحسن بن ابی طالب٦ رضی الله عنهما : "روی عن جده رسول الله صلے الله علیه و آله و اصحابه و سلم (و رضی الله تعالے عنهما)"٧ ـ و قال الامام احمد بن محمد بن حنبل٨ رحمه الله فی

---

١ ابن الزبیر : هو عبدالله ابن الزبیر، کان اول مولود فی الاسلام بالمدینه من المهاجرین و ولی الخلافه تسع سنین، قتل فی ذی الحجه سنه ٧٣ھ (تقریب ص ٢٦٦)

٢ ابوالطفیل : هو عامر بن واثله، ادرک من حیاة النبی ثمانی سنین و مات سنه ١٠٢ھ بمکه و هو آخر من الصحابه فی جمیع الارض (اکمال ص ١٧)

٣ محمود بن الربیع مات سنه ٧٩ و سنه ٩٣ (کتاب الجمع ٥٠٤/٦)

٤ جامع الاصول ٣٤/١

٥ اتمام الدرایه ص ٧٧

٦ الحسن : مات شهید ابالسم سنه ٤٣ھ و هو ابن سبع و اربعین و قیل بل مات سنه ٥٠ھ و قیل بعد ها (تقریب ص ١٠٦)

٧ الکلام بین القوسین فی (الف) فقط

٨ ابن حنبل : احدالائمه، ثقه، حافظ، فقیه، حجه، مات سنه ٢٤١ وله سبع و سبعون سنه (تقریب ص ١٤٧)

مسنده : "حدثنا وکیع قال حدثنا یونس بن ابی اسحق عن برید بن ابی مریم السلولی عن ابی الجوزاء (ربیعه بن شیبان السعدی)[١] عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما قال : علمنی رسول اللہ صلے اللہ علیه و آله وسلم کلمات اقولهن فی قنوت الوتر -

"اللهم اهدنی فیمن هدیت ، و عافنی فیمن عافیت ، و تولنی فیمن تولیت ، و بارک لی فیما اعطیت ، و قنی شر ما قضیت ، فانک تقضی ولا یقضی علیک ، و انه لا یذل من وا لیت ، و لا یعز من عادیت ، تبارکت ربنا و تعالیت" -

و قال امام المحدثین محمد بن اسمعیل البخاری رحمه اللہ تعالی فی صحیحه فی باب متی یصح سماع الصغیر : حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا ابو مسهر قال حدثنی محمد بن حرب قال حدثنی الزبیدی عن الزهری عن محمود بن[٢] الربیع قال : "عقلت من النبی صلے اللہ علیه و آله و سلم مجه مجها فی وجهی ، و انا ابن خمس سنین[٣] ، من دلو[٤]" - و قال ابن حجر فی فتح الباری : "و من اقوم ما یتمسک به ، فی ان المرد[٥] فی ذالک الی الفهم ،

١ الکلام بین القوسین فی الف فقط

٢ ابن : ساقط من (ب)

٣ ب : سنه

٤ بخاری ١/١٧

٥ ب : کذافی (الف) و کذافی فتح الباری ١/١٧١ ، و فی ب : " الرد "

فیختلف با ختلاف الاشخاص ' ما اورده الخطیب[١] من طریق ابن عاصم[٢] ' قال : ذہبت با بنی و ھو ابن ثلث سنین الی ابن جریج[٣] فحدثه ' قال ابو عاصم : و لا باس بتعلیم الصبی الحدیث و القرآن و ھو فی ھذا السن ' یعنی ان کان فہماً[٤] - انتہی

فاعلم

انہا لما ثبتت[٥] ھذہ المقدمات عند ائمۃ النقل الثقات : کون الحسن البصری رحمہ اللہ تعالی قد ولد[٦] بالمدینۃ الشریفۃ - زادھا اللہ تشریفا و تعظیما - و کان بہا[٧] الی من اربع عشرۃ ' و اقامۃ امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ بہا الی ھذہ المدۃ ' و صحۃ السماع قبل البلوغ ' فکیف یسوغ معہا ان

---

١ فی کتاب الکفایہ فی علم الروایہ ص ٦٣ و لفظ الکفایہ ''قال (ای ابو عاصم) ذہبت بابنی الی ابن جریج و ھو ابن اقل من ثلاث سنین یحدثہ بہذا الحدیث و القرآن - و قال ابو عاصم لاباس ان یعلم الصبی الحدیث و القرآن و ھو فی ھذا السن و نحوہ

٢ ب : العاصم

٣ ھو عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج المکی' ثقۃ ' فقیہ ' فاضل و کان یدلس و یرسل من السادسہ'' مات سنۃ خمسین (ومأۃ) او بعد ھا (تقریب ص ٣٣٣' ٦٢١)

٤ فتح الباری ١/١٣١

٥ ب : ثبت

٦ قدولد : ساقط من (ب)

٧ وکان بہا : زیادۃ فی (الف) و فی (ج) ''و حضورھا بہا''

یقال : ان الحسن لم یر علیاً ' و لم یجتمع به و لم یسمع منه ' لانه کان صبیا ، کما قال البعض۱ - و قال الحافظ جلال الدین السیوطی رحمه الله تعالی فی رسالته ''اتحاف الفرقه'' بوصل الخرقه''۲ :

''و من المعلوم انه (ای الحسن)۳ من حین بلغ سبع سنین آمر بالصلوة۴ ' فکان یحضر الجماعه'' ' و یصلی خلف عثمان ' الی ان قتل عثمان ' و علی اذ ذاک بالمدینه'' ' فانه لم یخرج منهما الی الکوفه'' الا بعد مقتل۵ عثمان ' فکیف یستنکر سماعه منه کرم الله وجهه و هو کل یوم یجتمع به فی المسجد خمس مرات من حین میز۶ الی ان بلغ اربع عشرة سنه'' ، و زیادة علی ذالک ' (ولا شک)۷ ان علیا رضی الله عنه کان یزور امهات المومنین رضی الله عنهن ' و منهن ام سلمه''۸ ' و الحسن فی بیتها هو و آمه۹'' انتهی -

۱ ای ابن تیمیه (القول ۱/۳ ۵)

۲ ب : ''اتحاف الفرقه'' فقط و فی بعض النسخ ''برفع الخرقه''' (السط المجید ص ۹۱) و فی الحاوی (۲/۱۹۱) ''بر فوالخرقه''

۳ شرح من المولف ولیس فی الاتحاف -

۴ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم ''مروا اولادکم الصلوة و هم ابناء سبع سنین و اضربو هم علیها و هم ابناء عشر سنین ' و فرقوا بینهم فی المضاجع '' رواه ابو داؤد ۱/۱۵ ،

۵ ب : قتل

۶ کذافی (ب) وکذافی الحاوی ۲/۱۹۲ ' وفی (الف) ''نهز''

۷ ولا شک : ساقط من الحاوی ۲/۱۹۲

۸ ام سلمه : هی ام المومنین هند بنت امیه'' ماتت سنه ۵۹ھ و دفنت بالبقیع (اکمال ص ۱۵

۹ اتحاف ص ۶۵٬۷۶

و قال عبداللہ بن الامام احمد۱ و ھو من مزید اتہ" فی المسند فی مسند امیر المومنین عثمان بن عفان البدری الذی ادخلہ النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و رضی اللہ عنہ فی البدر یئین و اسھمہ مثل سھامہم و ان لم یشھد بدرا۲ : حدثنی زیاد بن ایوب قال حدثنا ھشیم قال زعم ابوالمقدام عن الحسن بن ابی الحسن قال : دخلت المسجد فاذا انا بعثمان بن عفان متکئی علی ردائہ فاتاہ سقاء ان یختصمان الیہ فقضی بینھما ثم اتیتہ فنظرت الیہ فاذا رجل حسن الوجہ بوجنتہ۳ نکبات جدری و اذا شعرہ قد کسا ذراعیہ"۴

و قال الذھبی فی طبقاتہ فی ترجمہ" الحسن : "نشا بالمدینہ" و حفظ کتاب اللہ فی خلافہ" عثمان و سمعہ یخطب۵ (بمرات)۶

المقدمہ" الرابعتہ

ان الحسن البصری ثقہ" مامون شیخ شیوخ زمانہ و امام

---

۱ من الثانیہ" عشرمات سنہ تسعین (وماتین) (تقریب س ۲۰۶)

۲ فی الاستیعاب (۲/۵۷۴) "ولم یشھد بدرا لتخلفہ علی تمریض زوجتہ و کانت علیلہ" فامرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم با لتخلف علیھا ۔ ھکذا ذکرہ ابن اسحاق و قال غیرہ بل کان مریضا بہ الجدری فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارجعہ و ضرب لہ، بسہمہ و اجرہ فھو معدودفی البدر یین لذالک

۳ ب : بوجھہ

۴ کذا ذکرہ الطبری، ۴/۳۰۲۵، ۴/۳۰۵

۵ طبقات المشاھیر ۴/۹۸

۶ بمرات : کذافی (الف) و کذافی تذکرۃ الحفاظ (۱/۷۱ و لکن لیس فی الطبقات و لا فی (ب)

ائمہ اوانہ عند الائمہ المحدثین الکبار بل عندالصحابہ الابرار رضی اللہ عنہم اجمعین -

قال الشیخ شمس‌الدین محمد بن یوسف بن علی الکرمانی۱ رحمہ اللہ فی الکواکب الدراری شرح صحیح البخاری فی ترجمتہ عن محمد بن سعد۲ قال : "کان الحسن جامعا عالما رفیعا۳ فقیہا ثقہ حجہ ماموناہ عابدا ناسکا۵ کثیرالعلم فصیحا اجمل اھل البصرۃ اجمع الامہ علی جلالتہ و عظم قدرہ علما و زھدا و فصاحہ"۶ -

و قال الخطیب التبریزی : "روی الحسن عن الصحابہ مثل ابی موسی۷ و انس بن مالک۸ و ابن عباس و غیرھم و عند خلق

---

۱ الکرمانی : (۷۱۷-۷۸٦ھ ، ۱۳۱۷-۱۳۸۴م) محمد بن یوسف ، عالم بالحدیث تصدی لنشر العلم ببغداد ثلثین سنین الاعلام (۸/۲۷)

۲ ابن سعد : (۱٦۸-۲۳۰ھ ، ۷۸۴-۸۴۵م) مورخ ، ثقہ ، من حفاظ الحدیث (الاعلام ۷/٦)

۳ رفیعا : ساقط من (ب)

۴ حجہ ماموناً : ساقط من (ب)

۵ ناسکا : ساقط من (ب)

٦ الکواکب الدراری ۱/۱۴۲

۷ ابو موسی ھو عبداللہ بن قیس ، الاشعری ، امرہ عمر ثم عثمان و ھو احد الحکمین بصفین ، مات سنہ خمسین و قیل بعد ھا (تقریب ص ۲۸۳)

۸ انس بن مالک بن النضر الخزرجی ، خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، خدمہ عشر سنین ، مات سنہ اثنتین و قیل ثلاث و تسعین و قد جاوز المائۃ (تقریب ص ۵۲)

کثیر من التابعین و تابعیهم و هو امام وقته فی کل فن و علم و زهد و ورع و عبادة[1] ۔

و قال ابن الاثیر : ''روی الحسن البصری من الصحابة مثل ابی بکرة الثقفی[2] و انس و سمرة بن جندب[3] رضی اللہ تعالیٰ عنہم وروی عنه خلق کثیر من التابعین و تابعیهم وهو امام وقته فی کل فن و علم و زهد و ورع و عبادة'' ۔

و قال الترمذی فی کتاب العلل من جامعه : ''حدثنا سوار بن عبداللہ العنبری قال سمعت یحیی بن سعید[4] القطان یقول : ما قال الحسن فی حدیثه قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الاوجدنا له اصلا الا حدیثا او حدیثین[5]'' ۔

و قال الشیخ جمال الدین المزی فی التهذیب : ''کانت ام سلمة تخرج الحسن[6] الی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

---

۱ اکمال ص ۸

۲ ابو بکرة : اسمه نفیع بن الحارث و قیل اسمه مسروح، اسلم یا لطائف ثم نزل البصرة و مات بها سنة احدی اواثنتین و خمسین (تقریب ص ۵۲۵)

۳ سمرة : مات بالبصرة سنة ثمان و خمسین (تقریب ص ۲۱۱)

۴ ابن سعید : فی (الف) فقط وهو یحیی بن سعید القطان البصری، ثقة، متقن، حافظ، امام، قدوة، مات سنة ۹۸ و له ثمان و سبعون سنته (تقریب ص ۵۹۱)

۵ ترمذی کتاب العلل ۲/۲۳۹

۶ الحسن : فی (الف) فقط

وهو صغیر و امہ منقطعۃ الیھا، فکانوا یدعون لہ و اخرجتہ الی عمر بن الخطاب فدعالہ ''اللھم فقھہ فی الدین و حببہ الی الناس۱''

و قال حماد بن زید عن عقبۃ بن ابی ثبیت الراسبی : قال : کنت عند بلال بن ابی بردۃ۲ فذکروا الحسن فقال بلال : سمعت ابی یقول : ''واللہ لقد ادرکت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فما رائیت احدا اشبہ باصحاب محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم من ھذا الشیخ یعنی الحسن''۳ -

و قال جریر بن حازم عن حمید بن ھلال : قال لنا ابو قتادۃ : ۴ '' الزموا ھذا الشیخ فما رائیت احداً اشبہ رایا بعمر بن الخطاب منہ' یعنی الحسن''۵-

و قال ابو ھلال الراسبی عن خالد بن رباح الھذلی : ''سئل انس بن مالک عن منسئلۃ فقال اسئلوا سولانا الحسن' قالوا : یا ابا حمزۃ نسئا لک و تقول سلوا مولانا الحسن' قال سلوا۶ مولانا الحسن فانہ قد سمع و سمعنا فحفظ و نسینا''۷ -

---

۱ ھذا الاثر ذکرہ ابن کثیر فی البدایۃ و النھایۃ ۹/۲۶۶

۲ ابو بردہ : ھو ابن ابی موسی الاشعری' قاضی البصرۃ مات سنۃ نیف و عشرین (و مائتہ) (تقریب ص ۶۸)

۳ طبقات ۷/۱۶۲

۴ ابو قتادہ : البصری' مختلف فی صحبتہ' روی عن عمر بن الخطاب' ذکرہ ابن حبان فی الثقات (تھذیب ۱۲/۲۰۵)

۵ طبقات ۷/۱۶۱

۶ ب : سئلوا' وھو خطا'

۷ البدایۃ ۹/۲۶۶

وقال القاسم بن الفضل الحدانی عن عمر و بن مرة : ''١ ۔ انی لا غبط اهل البصرة بهذین الشیخین الحسن و ابن سیرین'' ٢ ۔

و قال موسی بن اسمعیل عن المعتمر بن سلیمان : کان ابی٣ یقول : ''الحسن شیخ اهل البصرة'' ۔

و قال عبد الرزاق عن معمر: قال لی عمر و بن دینار: ٤ ابوالسعثاء٥ عندکم اعلم او الحسن ؟ قال قلت : ماتقول ! ان عندنا٦ من یزعم ان الحسن اعلم من ابن عباس ۔ قال وهل کان الحسن الا من صبیان بن عباس ؟ قال فقلت : وهل کان ابوالشعثاء الا من صبیان الحسن ۔ قال ماهو عند نا باعلم منه ۔ قال عبد الرزاق فقلت لمعمر :٧ افرطت ۔ قال : انه افرط فافرطت ۔

---

١ ابن مرة : الکوفی الاعمی، ثقة، عابد، کان یدلس، ورمی بالارجاء، مات سنة ١١٨ و قیل قبلها (تقریب ص ٣٩٦)

٢ البدایة ٩/٢٦٦ ۔ و ابن سیرین : کان ابوه سیرین من سبی میسان وکان المغیرة افتتحها و یقال کان من سبی عین التمر، ولد لسنتین بقیتا من خلافة عثمان و توفی سنة عشر و مائته بعد الحسن بمائته یوم (معارف ١٩٥-١٩٦)

٣ ابی : ساقط من ب

٤ عمرو بن دینار : مات سنة خمس و عشرین و مائته (معارف ص ٢٠٦)

٥ ابوالشعثاء : هو جابر بن زید، البصری، مات سنة ثلث و تسعین و یقال مائته (تقریب ص ٤٥)

٦ ب : ان من عند نا

٧ معمر بن راشد الازدی، ابو عروه، البصری، مات سنة ١٥٤ ھ (تقریب ص ٥٠٢)

و قال ضمرة بن ربیعہ عن الا صبغ بن زید' سمعت العوام بن حوشب۱! یقول : ما اشبہ الحسن الا بنبی اقام فی قومہ ستین عاماً' یدعوھم الی اللہ عز و جل -

و قال عبید اللہ بن عمر القواریری عن ھشیم اخبرنا الاشعث بن سوار۲ قال : اردت ان اقدم۳ البصرة لالقی الحسن فاتیت الشعبی۴ فسألتہ فقلت یا ابا عمرو انی ارید ان آتی البصرة قال و ما تصنع بالبصرة ؟ قلت ارید ان القی الحسن فصفہ لی ' قال نعم انا اصفہ لک' اذا دخلت البصرة فادخل مسجد البصرة فارم ببصرک' فاذا رائیت فی المسجد رجلا لیس فی المسجد مثلہ اولم تر مثلہ فھوالحسن' قال اشعث : فاتیت مسجد البصرة فما سالت عن الحسن احداً حتی جلست الیہ بنعت الشعبی -

---

۱ العوام بن حوشب : ثقہ' ثبت' فاضل' مات سنہ ثمان و اربعین (و مآة) تقریب س۰۳۰۴)

۲ اشعث بن سوار الکندی' قاضی الاھواز' من السا دسہ مات سنہ ست و ثلثین (و مأتہ) (تقریب) (ص ۸۴' ۹۴)

۳ کذا فی (الف) و کذا فی (ج) و فی ب : "اقوم" و ھو خطا'

۴ الشعبی : ھو عامربن شراحیل' کن مولدہ لست سنین مضت من خلافہ عثمان' قال الواقدی' مات سنہ خمس و مأتہ و یقال توفی سنہ اربع و مأتہ (معارف ص ۱۹۸—۱۹۹)

و قال محمد بن فضیل۱ عن عاصم الاحول۲ : قلت للشعبی : لک حاجۃ؟ قال نعم، اذا اتیت البصرۃ فاقرأ الحسن منی السلام، قلت ما اعرفہ، قال اذا دخلت البصرۃ فانظر الی اجمل رجل تراہ فی عینک، ذاھیبۃ فی صدرک، فاقراہ منی السلام، قال : فما غدا ان دخل المسجد فرای الحسن و الناس حولہ جلوس فاتاہ فسلم علیہ۳ -

و قال قریش بن حیان العجلی عن عمرو بن دینار سمعت قتادۃ۴ یقول : ما جمعت علم الحسن الی علم احد من العلماء الا وجدت لہ فضلا علیہ؛ غیر انہ کان اذا اشکل علیہ شئ کتب فیہ الی سعید بن المسیب۵ یسأ لہ -

۱ کذا فی (الف) و کذا فی (ج) و اما فی (ب) ''مجد بن فضیل'' و ھو خطاء و محمد بن فضیل توفی بالکوفۃ سنۃ خمس و تسعین و مائتہ (معارف ص ۲۲۲)

۲ عاصم : ھو عاصم این سلیمان، استقضاہ ابو جعفر علی المدائن فمات سنۃ احدی او اثنتین و اربعین و مائتہ (معارف ص ۲۲۲)

۳ تہذیب ۲/۲۶۴، ۲۶۵

۴ ھو قتادہ بن دعامہ السدوسی، البصری، ثقۃ، ثبت، مات سنۃ بضع عشرۃ (و مائتہ) (تقریب ص ۲۲۴)

۵ کان مولد سعید لسنتین مضتا من خلافۃ عمر بن الخطاب و وفاتہ بالمدینۃ سنۃ اربع و تسعین (معارف ص ۱۹۴) انفقوا علی ان مرسلاتہ اصح المراسیل و قال ابن المدینی لا اعلم فی التابعین اوسع علما منہ (تقریب ص ۱۹۴)

و قال ابو عوانه "عن قتاده : " ما جالست فقیہا قط الا رائیت فضل الحسن علیه"۱ -

و قال عبید اللہ بن عمر القوا ریری عن حاتم بن اوردان : کنا عند ایوب۲ فسأ له رجل عن حدیث من حدیث الحسن فی کذا و کذا ثم ضحک، فغضب ایوب غضبا ما را ٔیت غضبا مثله قال مم ضحکت۳ ؟ قال لا شیٔ یا ابا بکر، قال ما ضحکت لخیر، ثم قال ایوب انه و اللہ ما رأت عیناک رجلا قط کان افقه من الحسن۴ -

و قال عبد الرحمن بن المبارک۵ عن حماد بن زید۶ سمعت ایوب یقول : کان الرجل یجلس الی الحسن ثلث حجج ما یسأ له عن مسالۃ ہیبۃ له۷ -

---

۱ البدایۃ ۹/۲۶۷

۲ ہو ایوب السختیانی، مات بالبصرة فی الطاعون سنۃ احدی و ثلثین و ماۂۃ (معارف ص ۲۰۷)

۳ کذا فی (الف) و (ج) و فی (ب) "ضحک" و ہو خطأ،

۴ طبقات ۷/۱۶۵

۵ ابن المبارک : یکنی ابا عبد الرحمن، من اہل مرو، ولد سنۃ ثمان عشرة و ماۂته، و مات بہیت منصرفا من الغز و سنۃ احدی و ثمانین و ماۂۃ (معارف ص ۲۲۳)

۶ حماد : ہو ابو اسمعیل البصری، ثقۃ، ثبت، فقیه، من کبار الثامنۃ مات سنۃ تسع و سبعین (و ماۂۃ) و له احدی و ثمانون سنۃ (تقریب ص ۱۲۵)

۷ البدایۃ ۹/۲۶۷

قال غالب القطان البصری عن بکر بن عبد اللہ المزنی : ۱ من سره ان ینظر الی اعلم عالم ادرکناه فی زمانه فلینظر الی الحسن فما ادرکنا الذی هو اعلم منه۲ ۔

و قال یحیی بن ایوب المقابری عن معاذ قلت للاشعث۳ : قد۴ لقیت عطاء۵ و عندک مسائل افلا سألته ؟ قال ما لقیت احداً یعنی بعد الحسن الا صغراً فی عینی ۔

قال قتاده : و انی لا رجو ان الحسن احد السبعة۷ ۔

و قال ایضا حماد بن سلمه عن قتادة : ما احد کان اکمل مروة۸ من الحسن ۔

---

۱ المزنی : هو ابو عبداللہ البصری، ثقه، ثبت، جلیل، من الثالثه، مات سنه ست و مائه (تقریب ص ٦٦)

۲ تہذیب ۲/۲٦٥

۳ اشعث : هو اشعث ابن عبد الملک، کان ثبتا، ثقه، حافظا، مات سنه ۱٤٦ھ (شذرات ۱/۲۱۷)

٤ قد : فی (الف) فقط

٥ عطاء : هو ابن یسار، الفقیه المدنی، مات سنه ۱۰۳ھ (شذرات ۱/۱۲٥) ثقه، فقیه، فاضل لکنه کثیر الارسال (تقریب ص ۳٦۱)

٦ الاصغر : کذا فی (الف) و فی (ب) : "البصری" و الصواب ما فی (الف)

۷ قال همام عن قتادة یقال ماخلت الارض قط من سبعة بهم یسقون و بهم یدفع عنهم و انی لارجوان یکون الحسن منهم رواه ابو نعیم فی الحلیه (القول ۱/۸۱)

۸ ب : المروة ۔

و قال قتادة : "لا واللہ لا یبغض الحسن الاحروری"۱ -

و عن حماد بن سلمة قال - قال یونس۲ و۳ حمید الطویل۴ راینا الفقهاء فما راینا احدا اکمل مروة من الحسن۵

وعن حماد بن سلمة عن علی بن زید۶ قال - سمعت من سعید ابن ۷ المسیب و القاسم بن محمد۸ و سالم بن عبدالله۹ و عروة ابن

۱ طبقات ۷/۱۲۴ - و الحروری ای الخارجی، نسبة الی حروراء، قریة بظاهر الکوفة" قال ابن سعد فی الطبقات و ابن حبان فی الثقات : لما کان بین علی و معاویة ما وقع بصفین فی صفر سنة سبع و ثلثین و رجع علی رض الی الکوفة خرجت علیه الخوارج من اصحابه و عسکروا بحروراء فلذالک سموا الحروریة (طبقات ۳/۳۲، التول ۱/۸۱)

۲ یونس، البصری مات سنة ۱۳۹ھ (تقریب ص ۱۸)

۳ کلمة "و" فی (الف) و (ج) فقط

۴ مات سنة ۱۴۲ھ (معارف ۲۱۱)

۵ تہذیب ۲/۲۶۵

۶ البصری، مات سنة ۱۳۱ و قیل قبلها (تقریب ص ۳۷۱)

۷ ابن : ساقط من (ب)

۸ بن ابی بکر، احد فقہاء المدینة السبعة" توفی سنة (۱۰۱) او (۱۰۲) و قیل سنة (۸۰) و قیل سنة (۱۱۲) بقدید (وفیات ۳/۶۰۵)

۹ بن عمر بن الخطاب، احد فقہاء المدینة السبعة مات سنة (۱۰۶) (وفیات ۲/۹۴)

کذا فی (الف) و (ج) و فی (ب) : " و القاسم بن محمد بن عبداللہ " و ھو خطاء

الزبیر ۱ و یحییٰ بن جعدۃ بن ھبیرۃ بن ابی وھب المخزومی۲ و ام جعدہ و ام ھانی بنت ابی طالب۳ فمارایت فیھم مثل الحسن ۔

و قال حماد بن زید عن الحجاج بن ارطاۃ۴ سالت عطاء عن القراءۃ علی الجنازۃ قال ما سمعنا ولا علمنا انہ یقرا فقلت : ۔ ان الحسن یقول یقرا علیھا' قال ''علیک بذاک ، ذاک امام ضخم یقتدی بہ '' ۔۵

و کان اذا ذکر عند ابی جعفر محمد بن علی بن حسین۶ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : '' ذاک الذی یشبہ کلامہ کلام الانبیاء''۷

و قال اسحق بن سلیمان الرازی عن ابی جعفر الرازی عن الربیع بن انس۸ : اختلفت الی الحسن عشرسنین او ماشاءاللہ فلیس

---

۱ عروۃ بن الزبیر' مات سنۃ ۹۴ھ علی الصحیح و مولدہ فی اوائل خلافۃ عمر الفاروق (تقریب ص ۳۰۹)

۲ المخزومی ثقۃ و قد ارسل عن ابن مسعود و نحوہ من الثالثۃ (تقریب ص ۵۳۶)

۳ ماتت فی خلافۃ معاویۃ (تقریب ص ۶۷۰'۶۹۹)

۴ ابن ارطاۃ : الکوفی القاضی مات سنۃ ۱۴۵ھ (تقریب ص ۹۵)

۵ تہذیب ۲/۲۶۵

۶ ھو الباقر' مات سنۃ بضع عشرہ (و ماۃ) (تقریب ص ۳۶۲' ۵۷۹)

۷ البدایہ ۹/۲۶۷

۸ الربیع : بصری' نزل بخراسان' رمی با لتشیع' مات سنۃ ۱۴۰ھ او قبلھا (تقریب ص ۱۰۴)

من یوم الا اسمع منه مالم یسمع قبل ذالک[1] -

و قال ابو احمد بن عدی سمعت الحسن بن عثمان یقول : سمعت اباززعه[2] یقول : کل شئی قال الحسن قال رسول اللہ صلے اللہ علیه و سلم و جدت له اصلا ثابتا ما خلا اربعه احادیث[3] " -

و قال ابو موسی محمد بن المثنی حدثنا الهیثم[4] بن عبید المزنی الذی یقال له الصید عن ابیه : قال قال رجل للحسن - یا ابا سعید انک تحدثنا فتقول قال رسول اللہ صلےاللہ علیه وسلم فلو کنت تستنده الی من حدثک - فقال الحسن : ایهاالرجل ماکذ بنا و ماکذبنا و لقد غزونا غزوة الی الخراسان[5] معنا فیها ثلاثمائه من اصحاب رسول اللہ صلےاللہ علیه وسلم ' کان‌الرجل[6] منهم یصلی بنا و یقرا الایات من السورة ثم یرکع " [7]

و قال محمد بن سعد[8] : قالوا : وکان‌الحسن جامعا عالما رفیعا[9]

---

۱ تہذیب ۲/۲٦٥

۲ ابو زرعه : (۲۸۰ — ..ھ ۸۹۳م — ..)' عبد الرحمن بن عمرو' من ائمه زمانه فی الحدیث و رجاله (الاعلام ۴/۹۴)

۳ تہذیب ۲/۲٦٦' و خلاصه التذهیب ص ٦٦

۴ ب : الهیشم

٥ کذا فی (الف) و فی (ب) : " ولقد غزونا غزوه الخراسان "

٦ کان الرجل : زیادہ فی (الف) و فی (ج) کان رجل

۷ تہذیب الاسماء ۱/۱٦۲

۸ طبقات ۷/۱٥۷

۹ کذا فی (الف) و فی (ب) و (ج) " رقیقا "

فقیہا ثقہ" ما مونا عابدانا مکا کثیرالعلم فصیحا جمیلا و سیما ۔ انتہی ۱ "

وا ورد الحافظ ابن کثیر فی کتاب البدایہ" و النہایہ" بعض ہذہ الا ثار ایضا ۔ قال : " و قال قتادۃ : مارأت عینای افقہ من الحسن"۲ ۔

"و قال یونس بن عبید : کان الرجل اذا نظر الی الحسن انتفع بہ و ان لم یسمع کلامہ و لم یر عملہ"۳ ۔

"و قال الا عمش : ما زال الحسن یعی‌ہ الحکمہ" حتی نطق بہا ۔ ۵

و قال محمد بن سعد : الحسن قدم مکہ" فاجلس علی سریر۶ و اجتمع الناس الیہ فحدثہم و کان فیہم مجاہد۷ و عطاء و طاوس۸

---

۱ ما ذکرہ الحافظ المزی فی التہذیب (القول ۱/۰۹)

۲ البدایہ" ۹/۲۶۷

۳ نفس المرجع و المکان

۴ و فی روایہ" ابن ابی شیبہ" "یبتغی" (القول ۱/۹۵)

۵ البدایہ" ۹/۲۶۷

۶ ب : "سدیرہ"

۷ مجاہد بن جبر، ثقہ"، امام فی التفسیر و فی العلم، مات سنہ" احدی او اثنتین او ثلاث او اربع و مأۃ" (تقریب ص ۳۸۲)

۸ طاؤس بن کیسان، ثقہ" فقیہ فاضل، مات سنہ" ۱۰۶ھ و قیل بعد ذالک (تقریب ۱۳۱)

و عمرو بن شعیب[۱] فقالوا - لم نر مثله ابدا قط - انتہی[۲] -

و اذ قد تمت المقدمات فیبدا العبد الان فی المقصود مستعینا باللہ المعبود، مبتدیا بکلام اللہ الودود "و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا - اللھم سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم -"

باب فی اللقاء

قال الحافظ جلال الدین السیوطی ناقلا من الحافظ زین الدین العراقی[۳] فی شرح جامع الترمذی عندالکلام علی حدیث "رفع القلم عن ثلاثۃ" - قال علی بن المدینی : الحسن رای علیا بالمدینۃ و ھو غلام [۴]-

و قال ابو زرعہ : کان الحسن البصری یوم بویع لعلی بن ابی طالب ابن اربع عشرۃ سنۃ ورای علیا بالمدینۃ ثم خرج علی[۵]

---

۱ مات سنۃ ۱۱۸ھ (تقریب ص ۳۹۲)

۲ طبقات ۱۵۸/۱

۳ العراقی : ۷۲۵ — ۸۰٦ھ ۱۳۲۵ — ۱۴۰۴م عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمن ابوالفضل بحاثۃ، من کبار حفاظ الحدیث، (الاعلام ۱۱۹/۴)

۴ فی تہذیب التہذیب لابن حجر (۲٦۷/۲ " قال علی بن المدینی لم یر علیا الا ان کان بالمدینۃ و ھو غلام -

۵ علی : فی (الف) فقط -

الی الکوفہ و البصرۃ و لم یلقہ الحسن بعد ذالک - و قال الحسن "رایت الزبیر یبایع علیا" - انتہی[1]

و قال امام[2] الحفاظ محمد بن اسمعیل البخاری فی تاریخہ الصغیر فی ترجمہ سلیمان بن سالم القرشی [الی داود العطار][3] سمع علی بن زید و علی بن زید من الحسن "و الحسن رای علیا و الزبیر التزما و رری عثمان و علیا التزما"[4]

و قال الحافظ القاضی ابوبکر بن العربی[5] فی شرح جامع الترمزی : "ادرک الحسن علیا مسنا"[6]

و ذکر الحافظ الذہبی - انہ رای علیا و عثمان و طلحہ و اما اللقاء بالبصرۃ فما وجدناہ مصححا فی کتب المحدثین -

---

۱ فی تہذیب التہذیب لا بن حجر (۲۶۲/۰ - ۲۶۷)" سئل ابوزرعہ ہل سمع الحسن احدا من البدریین' قال رآہم رویہ رای عثمان و علیا ' قیل ہل سمع منہما حدثیا ؟ قال لا' رای علیا بالمدینہ و خرج علی الی الکوفہ و البصرۃ و لم یاتہ الحسن بعد ذالک و قال الحسن رائیت الزبیر یبایع علیا

۲ ب : الامام

۳ الکلام بین القوسین فی (الف) و (ب) و فی التاریخ الصغیر (ص ۱۹۸) "ابو داود القرشی القطان (و فی نسخہ العطار)

۴ التاریخ الصغیر ص ۱۹۸

۵ ابن العربی : (۴۶۸-۵۴۳ھ ' ۱۰۷۶-۱۱۴۸م) محمد بن عبداللہ ' المالکی ' قاض من حفاظ الحدیث (الاعلام ۶/۷.۰)

۶ ۱۹۵-۶

لکن الامام الغزالی۱ قدس الله سره العالی الذی قال فیه الامام الحافظ ابن الاثیر هو امام ائمة الدین و هادی رعاة المسلمین و اوحدم الدهر و فرید العصر فی علوم الشریعة علی اختلا فها و تنو عها و التصانیف الشریفة و التآلیف اللطیفة التی لم یر قبله فی کل فن من الفنون و العلوم۳ الشرعیة۴ الی آخر ترجمته و ذکر الشیخ۵ الیافعی بسنده المتصل المسلسل باولیاء الله الکمل عن قطب الوقت السید ابی الحسن الشاذلی۶ رضی الله تعالی عنه ''ان ابا الحسن بن حرزهم۷ المعروف فی لسان العامة با بن حرازم المغربی کان ینکر علی الغزالی و یطعن فیه فرای النبی

---

۱ الغزالی : (۴۵۰-۵۰۵ھ، ۱۰۵۸-۱۱۱۱م) محمد بن محمد ، ابو حامد ، حجة الاسلام ، فیلسوف ، متصوف ، له نحو مائتی مصنف (الاعلام ۷/۲۴۲)

۲ ب : اوقدالدهر

۳ الف : من فنون العلم

۴ ب : الشریعة

۵ ب : ''الامام'' مکان ''الشیخ'' والیافعی : (۶۹۸-۷۶۸ھ ۱۲۹۸-۱۳۶۷م) عبدالله بن اسعد ، مورخ ، باحث ، متصوف ، من شافعیة الیمن (الاعلام ۴/۱۹۸)

۶ الشاذلی : ۵۹۱-۶۵۶ھ، ۱۱۹۵-۱۲۵۸م) علی بن عبدالله راس الطائفة الشاذلیة (الاعلام ۵/۱۲۰)

۷ بن حرزهم : لعله مات فی سنة ۵۵۸ لان الیافعی ذکر قصته فی هذالسنة (مرآة الجنان ۳-۳۲۱-۳۲۳)

صلے اللہ علیہ وسلم بجلدہ ۔ و قال الشیخ ابوالحسن الشاذلی :
و لقد مات یوم مات[۱] و اثرالسیاط ظاہر علی جلدہ ۔

قال الیافعی ؒ اخبرنی بعض ذریۃ الشیخ بن حرزہم المذکور و ہو محرم[۲] جاث علی رکبتیہ باک بعینیہ[۳] فی الحرم[۴] الشریف بزیادۃ علی ماذکرت بما[۵] ہو مسطور فی سیرۃ جدہ انہ کان جدہ المذکور مطاعا فی بلاد المغرب و قال غیرہ کان رئیس الفقہاء فنظر فی الاحیاء فقال ہو خلاف السنہ" ثم التمس من السلطان ان یامر منادیا ینادی فی البلاد باحضار نسخ الاحیاء' قال فلما حضرت اجتمع ہو والفقہاء و نظروا فیہا' وکان ذالک فی یوم الخمیس' فا جتمع رایہم علی ان یحرقوہا یوم الجمعۃ بعد الصلوۃ - فلما کانت لیلہ الجمعۃ رای النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی بعض الجوامع و معہ ابو بکر و عمر النور ہنا لک ساطع و ہم جلوس فا ذا بالامام الغزالی قائم ' قال فلما رانی ' قال یا رسول اللہ ہذا خصمی ' ثم جثی علی رکبتیہ و زحف علیہما من مکانہ الی ان وصل الی الموضع الذی فیہ النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و نا و لہ نسخۃ من کتاب الا حیاء و قال یا رسول اللہ ہذا یزعم انی اقول عنک خلاف سنتک فا نظر فیہ فان کان کما یزعم '

---

۱ مات : فی (الف) و (جؔ) فقط
۲ ب : "مجرم" و ہو خطا
۳ کذافی مرآۃ الجنان (۳-۳۳۲) فی (الف) و (ب) "بعینہ"
۴ ب : "بحرم"
۵ فی مرآۃ الجنان (۳-۳۳۲) "حما"

استغفرت الله و تبت و ان کان شیئا تستحسنه حصل لی من برکتک ' فخذ لی حقی من خصمی ۔ قال فنظر فیه رسول الله صلے الله علیه و آله وسلم من اوله الی آخره ثم قال هذا حسن ۔ ثم نا وله الصدیق رضی الله عنه فنظر فیه ثم قال نعم والذی بعثک بالحق انه لحسن ' ثم ناوله عمر رضی الله عنه فنظر فیه ثم قال کذالک ۔ قال الراوی ابو الحسن المذکور ، فعند ذالک امرت[1] بتجریدی فضربت خمسة اسواط ثم شفع فی الصدیق و قال یا رسول الله انما فعل هذا اجتهادا فی سنتک و تعظیما لها ۔ قال فعند ذالک عفی عنی ابو حامد و بقیت متوجعا[2] خمسا و عشرین لیلة ' ثم رایت النبی صلے الله علیه وسلم جاء و مسح علی و دعا بنی فشفیت فنظرت فی الا حیاء ففهمته غیرالفهم الاول " ۔ انتهی[3] ۔

ذکر فی الاحیاء : " اخرج علی رضی الله عنه القصاص من مسجدالبصرة و لما سمع کلام الحسن البصری لم یخرجه اذ کان یتکلم فی علم الاخرة"[4] انتهی الغرض منه ۔

و قال مستند اهل‌الحدیث و الصوفیة الشیخ الامام ابو طالب

---

۱ ایضا "امر"

۲ نفس المرجع والمکان "متوجعالذالک"

۳ نفس‌المرجع ۳-۳۳۱-۳۳۳

۴ الاحیاء ۱-۲۶

المکی[1] فی قوت القلوب و لما دخل علی کرم اللہ وجہہ البصرۃ جعل یخرج القصاص من المسجد و یقول لا یقص فی مجلسنا حتی انتھی الی الحسن و ھو یتکلم فی ھذا العلم فاستمع الیہ ثم انصرف و لم یخرجہ[2] وقد لقی سبعین بدریا و رای ثلثمائتہ صحابی و رای عثمان رضی اللہ عنہ و علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و من بقی فی وقتہ من العشرۃ المبشرۃ[3]" ۔

باب فی السماع

قال الحافظ المزی ، و قد قال الذھبی فیہ " شیخنا الامام العلامہ الحافظ الناقد المحقق المفید محدث الشام، یدری الحدیث کما فی النفس متناوا سنادا و الیہ المنتھی فی معرفہ الرجال و طبقاتھم، و من نظر فی کتابہ تھذیب الکمال علم محلہ من الحفظ فمارایت مثلہ و لا رای ھو مثل نفسہ" ۔ انتھی الغرض منہ : قال محمد بن موسی الحرشی حدثنا ثمامہ بن عبیدۃ قال حدثنا عطیہ[4] بن محارب عن یونس بن عبید قال سالت الحسن قلت یا ابا سعید

---

۱ ابو طالب : ھو محمد بن علی بن عطیہ الحارثی، واعظ، زاھد، فقیہ، توفی ببغداد سنہ ۳۸۶ھ ۹۹۶ع (الاعلام ۷/۱۵۹)

۲ قوت القلوب ۳۰۲/۱ ۔

۳ نفس المرجع ۳۰۳/۱ ۔

۴ ب : عقبہ بن محارب ۔

انک تقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و انک لم تدرکہ ۔ قال یا ابن اخی لقد سالتنی عن شئی ماسالنی عنہ احد قبلک و لولا منزلتک منی ما اخبرتک ' انی فی زمان کما تری ' وکان فی عمل الحجاج[۱] ' کل شئی سمعتنی اقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فھو عن علی بن ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا[۲] ۔ اخبرنا بذالک ابو اسحق بن الدراجی عن ابی جعفرالصیدلانی اذنا ' قال اخبرنا[۳] ابو علی الحداد قال اخبرنا ابو نعیم قال حدثنا ابوالقاسم عبدالرحمن بن العباس بن عبدالرحمن بن ذکریا الا طروش قال حدثنا ابو حنفیہ محمد بن حنفیہ الواسطی حدثنا محمد بن موسی الحرشی[۴] ۔ انتھی ۔

و ھذا دلیل جلیل علی سماع الحسن من علی المرتضیٰ و اکثارہ عنہ کرم اللہ تعالے وجہہ ووجہ من رای وجہہ' و الرواۃ لیس فیھم کلام للثقات ' ففی ھذالقدر کفایۃ لاھل الدرایۃ ۔

---

۱ الحجاج : ھو ابن یوسف الثقفی' ولی الحجاز سنین ثم العراق و خراسان عشرین سنۃ ' مات سنۃ (۹۵) (شذرات) ۱/۱۰۶ و لہ (ای للحسن) مع الحجاج وقعات ھائلۃ و سلمہ اللہ من شر وربما حضر مجلسہ فلم یقم بل یوسع لہ و یجلس الی جنبہ ولا یغیر کلامہ الذی ھوفیہ (شذوات ۱/۱۳۶) ۔

۲ خلاصۃ التذھیب للخزرجی ھامش ص ٦٦

۳ ب : اخبرنی ۔

۴ ب : "الجرشی" و ھو خطا

قال الحافظ الذهبی فی تذهیب التهذیب ، و قد[1] قال فیه الحافظ ابن حجر فی شرح نخبه" الفکر - هو من اهل الاستقراءالتام فی نقدالرجال[2] فی ترجمه" الحسن - ''روی عن عثمان و علی الی آخره '' -

و قال القاری فی شرح النخبه" فی بیان المرسل : قال جمهور العلماء ان المرسل حجه" مطلقا بناء علی الظاهر من حاله و حسن الظن به انه لایروی حدیثه الا عن الصحابی و انما حذفه بسبب من الاسباب' کما اذا کان یروی ذالک الحدیث عن جماعه" من الصحابه کما ذکر عن الحسن البصری : انما قال اطلقه اذا سمعته من سبعین من الصحابه و کان قد یحذف اسم علی رضی الله عنه بالخصوص ایضا لخوف الفتنه" من جهه" الحجاج[3] '' -

و قد[4] قال زبدة المحدثین عمدة المحققین مشید قواعدالطریقه" الجامع بین الشریعه" والحقیقه"[5] سالک الصراط المستقیم الشیخ ابراهیم

---

۱ قد : ساقط من (ب)

۲ شرح النخبه ص ۱۱۱

۳ علی القاری (۰۰-۱۰۱۳ ، ۰۰۰-۱۶۰۶) علی بن سلطان محمدالهروی ، القاری ، الحنفی نورالدین عالم مشارک فی انواع من العلوم (معجم المولفین ۷/۱۰۰)

۴ قد : فی (الف) فقط

۵ ب : '' الجامع بین الشریعه" والطریقه" الجامع بین الشریعه" و الحقیقه" ''

الکردی۱ ، شیخ شیخ صاحب المقامات العلیہ و الکرامات الجلیہ الشیخ ولی اللہ المحدث۲ سلمہ اللہ تعالے و ابقاہ۳ فی فن الحدیث ، کما یعلم من مکتوبہ الی تلمیذہ الشیخ میاں داود فی سند الاجازۃ حیث قال : اجزت اخانا الصالح الفاضل مولوی میاں داود روایہ صحیح البخاری وغیرہ من الکتب الستہ و مسند الدارمی و کتاب مشکوۃ المصابیح بحق قرأتی للبخاری و سماعی للدارمی و اجازۃ الباقی مع قرأۃ او ائلھا علی الشیخ ابی طاھر۴ محمد بن ابراھیم الکردی المدنی بحق اجازتہ۵ و قرائتہ علی والدہ الشیخ

---

۱ الکردی [۱۰۲۵-۱۱۰۱ھ ، ۱۶۱۶-۱۶۹۰م] ابراھیم بن حسن الشھرانی الشہرزوری الکورانی ، برھان الدین ، من فقہاء الشافعیہ ، عالم بالحدیث (الاعلام ۱/۲۸)

۲ الشیخ ولی اللہ (۱۱۱۴-۱۱۷۶ھ ، ۱۷۰۳-۱۷۶۲م) ولی اللہ بن عبدالرحیم العمری الدھلوی ، محدث ، مفسر ، فقیہ اصولی (معجم المولفین ۱۳/۱۶۹)

۳ انما قال " وابقاہ " لکون صاحب القرۃ اذ ذاک عبیلا (علیلا) (القول ۱/۱۳۸) و مات بعد تالیف ھذہ الرسالہ و وصولھا الیہ با یام یسیرۃ سنہ اربع و سبعین و ماۃ و الف (القول ۱/ھامش ۱۰۸ ، ۱۰۹ ، و ص ۱۳۸)

۴ ابو طاھر (۱۰۸۱-۱۱۴۵ھ ، ۱۶۷۰-۱۷۳۳م) محمد بن ابراھیم الکورانی ، فقیہ ، مولدہ وفاتہ بالمدینہ ، ولی فیھا افتاء الشافعیہ مدۃ (الاعلام ۶/۱۹۵) و ھو شیخ الشاہ ولی اللہ المحدث الدھلوی (انفاس ص ۱۹۸)

۵ ب : اجازۃ

ابراهیم الکردی الخ ، فی رسالته انباه الانباه علی تحقیق اعراب لاالہ الا اللہ فی ادلہ تلقین الذکر ۔ و منہا ما ذکرہ الشیخ جلال الدین ابوالمحاسن یوسف بن عبداللہ بن عمر العجمی الکورانی[1] فی رسالتہ ریحان القلوب فی التوصل الی المحبوب من قولہ قدس سرہ سال علی رضی اللہ تعالی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال : یا رسول اللہ دلنی علی اقرب الطرق الی اللہ و اسہلہا علی عبادۃ[2] و افضلہا عند اللہ تعالے ، فقال : یا علی علیک بمداومۃ ذکر اللہ تعالے فی الخلوات ، فقال علی رضی اللہ تعالے عنہ : ہکذا فضیلۃ الذکر و کل الناس ذاکرون ، فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم : مہ یا علی لا تقوم الساعۃ و علی وجہ الارض من یقول اللہ اللہ ، فقال علی : کیف اذکر یا رسول اللہ ، قال : غمض عینیک و اسمع منی ثلث مرات ثم قل انت ثلث مرات و انا اسمع ، فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم : لا الہ الا اللہ ثلث مرات مغمضا عینیہ رافعا صوتہ و علی رضی اللہ عنہ یسمع ثم قال علی : لا الہ الا اللہ ثلث مرات مغمضا عینیہ رافعا صوتہ و النبی صلے اللہ علیہ وسلم یسمع ، ثم لقن علی الحسن البصری ۔ و ذکر الکردی السلسلۃ الی الشیخ عبدالقدوس العباسی الشناوی قال : وہو لقن ولدہ الشیخ علیا وہو لقن ولدہ سیدنا الشیخ اباالمواہب احمد العباسی

---

۱ الکورانی (۰۰-۸۶۸ھ ، ۰۰-۱۳۶۷م) یوسف بن عبداللہ بن عمر ، یعرف بالعجمی ، متصوف (الاعلام ۹/۳۱۷)

۲ کذافی (ج) و فی (الف) و (ب) : "عبادۃ" والصواب مافی (ج) .

الشناوی[1] ثم المدنی و هو لقن سیدنا وشیخنا و قد و تنا الی اللہ تعالیٰ، الامام فی[2] الشریعة و الطریقة و الحقیقة" ذا النظر المحمدی[3] مرکز دوائر الملک و الملکوت المحیط بالمقامات باذن اللہ ذی العزة و الجبروت فرد زمانه و غوث اوانه، سیدی صفی الدین احمد بن محمد المقدسی الدجانی المدنی الشهیر بالقشاشی[4] نفعنا اللہ تعالیٰ به فی الدارین، آمین ۔ و هو لقن خلقا لا یحصیهم الا اللہ، منهم ملتمس برکاته و برکاتهم ابراهیم بن حسن بن شهاب الدین الکوری الشهرزوری ثم الشهرزوری ثم المدنی، کان اللہ له عنه فی کل مآله، امین ۔

هذا احد طرق شیخنا، نفعنا اللہ به فی الدارین ۔ واوردناه علی الانفراد تبعا للحدیث تبرکا: و هذا الحدیث اخرجه الحافظ ابو الفتوح الطاؤسی[5] بنحو ما فی ریحان القلوب ۔

---

١ الشناوی (٩٧٥-١٠٢٨ھ، ١٥٦٨-١٦١٩م) احمد بن علی عبدالقدوس، متصوف، فاضل، مصری، (الاعلام ١/١٧٣)

٢ فی : ساقط من (ب) .

٣ ب : الاحدی و (ج) "ذا النظر الاحدی والوارث المحمدی"

٤ مات سنة (١٠٧١) و لقب بالقشاشی لانه کان یبیع القشاشة، وهی سقط المتاع (انفاس ص ١٨٦)

٥ نسبة الی طاوس بن کیسان الیمانی التابعی الجلیل المشهور و هو نورالدین احمد بن جلال الدین عبداللہ بن نورالدین، ابی الفتوح، احد الحفاظ الایقاظ المشهورین من تلامذة الزین العراقی و الشمس بن الجزری و المجد الفیروز آبادی (القول ١/١٣١)

ثم الراجح ان الحسن البصری سمع من علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ فان الحفاظ مختلفون[۱] فی ذالک؛ فانکرہ جماعۃ واثبتہ جماعۃ[۲] ۔ قال الحافظ السیوطی فی اتحاف الفرقۃ : و ھو [ای الاثبات[۳]] ھو الراجح عندی بوجوہ؛ و قد رجحہ ایضا الحافظ ضیاء الدین المقدسی[۴] فی المختارۃ فانہ قال: قال الحسن بن ابی الحسن البصری عن علی [بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ[۵]] و قیل لم یسمع منہ؛ و تبعہ علی ھذہ العبارۃ الحافظ ابن حجر فی اطراف المختارۃ[۶] [ولکنہ بعدہ رجح سماعہ و صححہ[۷]] ثم ساق الوجوہ المرجحۃ لسماعہ فمن شاء فلیرا جعھا فی فتاوی

---

۱ ب : یختلفون

۲ منھم الامام احمد وابنہ عبداللہ و اسحاق بن راھویہ والنسائی و ابن جریر و ابن المنذر و الطحاوی و الدار قطنی و الخطیب و ابن العساکر (القول ۱/۱۴۱)

۳ ای الاثبات : شرح من المولف و لیس فی الاتحاف

۴ ب : رجحہ ایضا الضیا المقدسی - و المقدسی ھو الحافظ الدمشقی الصالحی الحنبلی ؛ لہ کتاب الاحادیث المختارۃ مما لیس فی الصحیحین او احدھما ؛ مرتب علی المسانید و لم یکملہ توفی سنۃ ۶۴۳) (التدریب ص ۸۰)

۵ الکلام بین القوسین فی (الف) و (ب) ولا یوجد فی الاتحاف

۶ اتحاف ص ۵۷

۷ الفقرۃ بین القوسین لا توجد فی نسخۃ من نسخ الاتحاف الموجودۃ بین یدی ولا فی فتاوی السیوطی

السیوطی ا (۱۰) و فی السمط المجید لشیخنا ۲ -

و اذا صح السماع و اللقا ، و قد وصل سند تلقین الذکر من طریق الحسن البصری جماعات من الصوفیته و منہم الحفاظ کالحافظ ابی الفتوح الطاؤسی و صله من طریق شیخه زین الدین الخوافی ۳ و المثبت مقدم علی النافی کان وصل سند تلقین الذکر اصح - ھذا بحسب لسان فن الحدیث و اھله - و اما اکابر اھل الطریق فھم علی بینة من ربھم فی النفی و الاثبات فاذا اثبتوا شیئاً و جزموا به فھو موافق للواقع - انتھی

فان قلت : الحکم بالا رسال و مثله ضرب من الجرح و بالا تصال و نحوه نوع من التعدیل ، و الجرح مقدم علیه ، قلت ذالک فیما اذا کان الجرح ثابتا مفسر السبب والافلا یقبل الجرح - حققه العلماء فی الاصول - و لا شک ان من جرح بالارسال و قدح فی الاتصال لم یات ببرھان قاطع فی سببه بل مبناه علی العدم الاصلی فلا یقبل لان الاعتبار لمزید العلم و ھو الموجب لتقدیم الجرح ، و ذالک فی الوصل -

۱ الحادی ۲/۱۹۱-۱۹۵ ، الف رضی اللہ عنه اولا فی ھذہ المقدمة جزء امفرد اسماہ اتحاف الفرقة بوصل الخرقة و فی نسخة برفع الخرقة ، کما ذکرہ فی زا والمسیر ثم اورجه فی جامع فتاوی ، ه المسمی بالحاوی للفتاوی فی الفتاوی الحدیثیه منه (القول ۱/۱۳۵)

۲ السمط المجید ص ۱۱۰

۳ الخوافی : (۷۷۷-۸۵۲ھ ، ۱۳۲۵-۱۳۴۹م) محمد بن شھاب فاضل ، عزیزالعلم بالتفسیر والمعقولات (الاعلام ۷/۳۰)

ثم، انه علم من قول الامام السیوطی رحمه الله [" ولکنه بعد رجع سماعه و صححه۲ "] ان من انکر السماع و استند الی شیخ المحدثین شهاب الدین ابن حجر العسقلانی قدس الله سره فلم یشرف بقوله الاخیر قط بل وقف علی قوله الاول المرجوع عنه فقط ۔ و ظهر من قول العلامہ الکردی : " و هذا بحسب لسان فن الحدیث و اهله " : ان ما قیل۳ : " ان الصوفیہ یقولون بتلقن۴ الحسن الذکر من علی ولا اصل له " لیس بشئی۵ عند ذالک الشیخ المحدث المتقن و الشیوخ المحدثین الذین اسند الحدیث من طریقهم روح الله روحه وارواحهم۶ ۔

باب فی الاحادیث و اتصالها

قال الامام احمد فی مسنده ' حدثنا هشیم قال اخبرنا یونس عن الحسن عن علی قال سمعت رسول الله صلے الله علیه وسلم یقول : رفع القلم عن ثلثه عن الصغیر حتی یبلغ و عن النائم حتی

---

۱ انه : ساقط من (ب)

۲ قد مر انه لا توجدهذه الفقرة فی ایه نسخه من الاتحاف الموجودة بین یدی ولا فی الحادی للفتاوی' للسیوطی

۳ فی کتاب القره ص ۳۰۱

۴ ب : تلقن

۵ عند : فی (الف) فقط

۶ کذافی (الف)' و فی (ب) "روح الله روحهم"

یستیقظ و عن المصاب حی یکشف عنه۱

و قال حدثنی بہزو حدثنا عفان قالا حدثنا ھمام عن قتادۃ عن الحسن عن علی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال : رفع القلم عن ثلثہ ، عن النائم حتی یستیقظ و عن المعتوہ او قال المجنون حتی یعقل و عن الصغیر حتی یشب"۲

و قال الامام محمد بن عیسی الترمزی فی جامعہ ' حدثنا محمد بن یحیی القطعی البصری ثنا بشر بن عمر ثنا ھمام عن قتادۃ عن الحسن [البصری]۳ عن علی [کرم اللہ وجہہ]۴ ان۵ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال : رفع القلم عن ثلثہ عن النائم حتی یستیقظ و عن الصبی حتی یشب۶ و عن المعتوہ حتی یعقل" - قال ابو عیسی : حدیث علی رضی اللہ تعالی عنہ حسن غریب، من۷ ھذا الوجہ۸ و قد روی من غیر وجہ' عن علی عن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ' ولا نعرف للحسن سماعا من علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۹

۱ مسند امام احمد ۱/۱۱٦
۲ نفس المرجع ۱/۱۱۸
۳ البصری : فی الترمذی فقط
۴ کذافی (الف) و (ب) ولیس فی الترمذی
۵ ان : کذافی (الف) و فی الترمذی "عن" و کذافی (ب)
۶ ب : "یشیب" والصواب ما فی (الف)
۷ ب : " فی "
۸ ای من جہۃ الحسن عن علی القول ص ۱۵۷
۹ جامع الترمذی ۱/۱۰۲ ، ۱۰۷ ' باب ماجاء فیمن لایجب علیہ الحد

و قال الامام الحافظ السیوطی فی الاتحاف : و [اخرجه][۱] النسائی[۲] و الحاکم[۳] و صححه[۴] و الضیاء المقدسی فی المختارة[۵]"

فا علم ان هذا الحدیث متصل علی مذهب الامام احمد ، فانه معنعن[۶] و کل معنعن متصل عنده کالجمهور، اذا خلی من

---

۱ واخرجه : من المولف و یس فی الاتحاف

۲ احمد بن علی بن شعیب ، ابو عبدالرحمن ، القاضی ، الحافظ ، شیخ الاسلام مات سنة ۳۰۳ھ/ ۹۱۵م (الاعلام ۱/۱۶۴) و اخرجه النسائی فی السنن الکبری (القول ۱/۱۵۸)

۳ الحاکم (۳۲۱-۴۰۵ھ ، ۹۳۳-۱۰۱۴م) محمد بن عبدالله بن حمدویه، من اکابر حفاظ الحدیث و المصنفین فیه (الاعلام ۷/۱۰۱)

۴ کلمة "و" فی (الف) فقط

۵ الاتحاف ص ۷۷

۶ الاسناد المعنعن هو فلان عن فلان، قیل انه مرسل والصحیح الذی علیه العمل وقاله الجماهیر من اصحاب الحدیث و الفقه و الاصول انه متصل بشرط ان لایکون المعنعن مدلسا و بشرط امکان لقاء بعضهم بعضا ، و فی اشتراط ثبوت اللقاء و طول الصحبة و معرفته بالروایة عنه خلاف ، منهم من لم یشترط شیئا من ذالک و هو مذهب مسلم بن الحجاج وادعی الاجماع فیه و منهم من شرط اللقاء و حده و هو قول البخاری و ابن المدینی و المحققین و منهم من شرط طول الصحبة و منهم من شرط معرفته بالروایة عنه (تقریب النووی ص ۱۳۲)

شبهة التدليس[١] و ههنا قد زالت بما[٢] صححه به [الحاكم و][٣] و الضياء -

ذكر الامام الحافظ ابو بكر الخطيب فی الكفاية بسنده الی الی ابی داؤد : قال سمعت احمد ' و قيل له' ان رجلا قال ' عن عروة ان عائشة[٤] قالت ' و ' عن عروة عن عائشة ' سواء ؟

---

١ التدليس و هو قسمان : تدليس الاسناد بان يروی عمن عاصره مالم يسمعه منه موهما سماعه قائلا : قال فلان او عن فلان و نحوه ربما لم يسقط شيخه او اسقط غيره ضعيفا او صغيرا تحسينا للحديث - والثانی تدليس الشيوخ بان يسمی شيخه او يكنيه او ينسبه او يصفه بما لا يعرف - اما الاول فمكروه جدا' ذمه اكثر العلماء ، ثم قال فريق منهم : من عرف به صار مجروحا مردود الرواية و ان بين السماع ' والصحيح التفصيل فماروا ه بلفظ لم يبين فيه السماع فمرسل وما بينه فيه كسمعت و حدثنا و اخبرنا و شبهها فمقبول محتج به و فی الصحيحين و غير هما من هذا الضرب كثير كقتادة و سفيانين و غير هم و هذا الحكم جار فيمن دلس مرة ' و ما كان فی الصحيحين و شبههما عن المدلسين بعن فمحمول علی ثبوت السماع من جهة اخری - و اما الثانی فكراهته اخف - (تقريب النووی ص ١٢٩-١٣٣)

٢ ب : " ما "

٣ الحاكم و : ساقط من (الف)

٤ عائشة : الصديقة ' ام المومنين ' ماتت بالمدينة سنة ٥٧ و قيل سنة ٥٨ (اكمال ص ٢٨)

قال : کیف هذا سواء ، لیس هذا بسواء، قالوا : فانما فرق احمد بین اللفظین ، لان عروة فی اللفظ الاول لم یسند ذالک الی عائشه و لا ادرک القصه، فکانت مرسلة اما اللفظ الثانی فاسند ذالک بالعنعنه ، فکانت متصله ۔

و کذا هو متصل علی مذهب الترمذی ، لانه اما ان یکتفی فی الا تصال بالمعاصرة کالجمهور او یشترط اللقاء کبعضهم، و کلا هما ثابت عنده ۔ کغیره و لیس یشترط ان یکون الراوی معروفا بالسماع ممن روی عنه ۔ و قوله : '' لا نعرف للحسن سماعا من علی رضی الله عنه'' یعنی فی۲ وجه صریح ، انما قاله افادة علی عادته و من اجل التدلیس و کذا قول القاضی ابی بکر ابن العربی فی شرح الترمذی : '' قدادرک الحسن علیا مسنا و لکن لا نعلم سماعه منه''۳۔

و کذا هو متصل علی مذهب الامام مسلم ، فانه یکتفی فی الاتصال بالمعاصرة ، و قد بالغ فی الرد و الا نکار علی من۴

---

۱ کذافی (الف) و کذافی کتاب الکفایه ص ۴۰۸ ، و فی (ب) '' کیف هذ سواء '' و هو خطا ۔ قال النووی فی التقریب (ص ۱۳۴) قال احمد بن حنبل و جماعه : لاتلحق '' ان '' و شبهها بعن ، بل یکون منقطعا حتی یتبین السماع ۔ و قال الجمهور : ان کعن ، و مطلقه محمول علی السماع بالشرط المتقدم (ای بشرط ان لایکون الراوی مدلسا و بشرط امکان اللقاء)

۲ فی : زیادة فی (الف)

۳ ۱۹۵/۶

۴ قیل عنی به البخاری (القول ۱/۱۶۰)

خالف مذهبه هذا و قدنری ان نورد ذالک و ان افضی الی اطالۃ فهی حسنۃ - قال فی مقدمه صحیحه[۱] :

" قد تکلم بعض منتحلی الحدیث من اهل عصرنا فی تصحیح الاسانید و تسقیمها بقول لو ضربنا عن حکایته و ذکر فساده و صفحا لکان رایا متینا[۲] و مذهبا صحیحا ، اذ الا عراض عن القول المطروح[۳] احری لاماتته و اخمال[۴] ذکر قائله ، واجدر ان لایکون ذالک تنبیها للجهال علیه ، غیر انا لما تحوفناه[۵] من شرور العواقب واغترار[۶] الجهلۃ بمحدثات الامور و اسراعهم الی اعتقاد خطاء المخطئین والا قوال الساقطۃ عندالعلماء راینا الکشف عن فساد قوله ورد مقالته بقدر ما یلیق بها من الرد اجدی علی الانام و احمد للعاقبۃ فیه ان شاء الله تعالے - و زعم القائل الذی افتتحنا الکلام عن[۷] الحکایۃ عن قوله و الاخبار عن سوء رویته ان کل اسناد لحدیث فیه فلان عن فلان و قد احاط العلم بانهما قد کانا فی عصر واحد ، جائز[۸] ان یکون الحدیث الذی روی الراوی عمن

---

۱ کذافی مسلم ۱۲۷/۱ و فی (الف) و (ب) " متحملی "

۲ کذافی (الف) و کذافی مسلم (۱۲۸/۱) و فی (ب) "مثبتا"

۳ کذافی (الف) و (ب) و فی مسلم (۱۲۹/۱) "المسطرح"

۴ کذافی (الف) وکذافی مسلم (۱۲۹/۱) وفی (ب) : "احتمال" و هو خطاء

۵ ب : تتخوفنا و الصواب ما اثبتته

۶ ب : " والشرار " و هو خطاء

۷ کذافی (الف) وفی (ب) : " علی " وکذافی مسلم (۱۲۹/۱)

۸ الف - و جائز

روی عنه قد سمعه١ منه و شافهه به، غیرانه لانعلم له٢ منه سماعا و لم نجد فی شئی من الروایات انهما التقیاقط او تشافها بحدیث ان الحجة لا تقوم٢ عنده بکل خبر جاء هذا المجئی حتی یکون عنده العلم با نهما قد اجتمعا من دهرهما مرة فصاعدا او تشافها بالحدیث بینهما او یرد خبر فیه بیان اجتماعهما و تلاقیهما مرة من دهرهما فما فوقها ، فان لم یکن عنده علم ذالک و لم تات روایة صحیحة تخبر ان هذا الراوی عن صاحبه قدلقیه مرة و سمع منه شیئا لم یکن فی نقله الخبر عمن روی عنه ذالک و الامر کما و صفنا٣ حجة ، وکان الخبر عنده موقوفا حتی یرد علیه سماعه منه لشئی من الحدیث قل اوکثر فی روایة مثل ماورد و هذا القول یرحمک الله فی الطعن فی الاسانید قول مخترع مستحدث غیر مسبوق صاحبه الیه٤ ولا مساعد له٥ من اهل العلم علیه ـ و ذالک ان القول الشائع المتفق علیه بین اهل العلم بالاخبار و الروایات قدیما و حدیثا ان کل رجل ثقة روی٥ عن مثله حدیثا وجائز ممکن له٦ لقائه و السماع منه لکونهما جمیعا کانا٧

---

١ ب : سمع

٢ کذافی (الف) و فی (ب) : لاتقدم ، و هو خطأ

٣ ب : و صفنها ، و لیس بصحیح

٤ کلمة " و " فی (الف) و فی مسلم (١/١٢٩) فقط ولا توجد فی (ب)

٥ ب : " وردی " والصواب بغیر الواو

٦ له : فی مسلم فقط (١/١٣٠)

٧ ب : " کان " و هو خطأ

فی عصر واحد و ان لم یات فی خبر قط انهما[١] اجتمعا ولا تشافها بکلام ، فالروایة ثابتة[٢] و الحجة بها لازمة الا ان تکون[٣] هناک دلالة بینة ان هذا الراوی لم یلق من روی عنه او لم یسمع منه شیئا ، فاما و الامر مبهم[٤] علی الامکان الذی فسرنا ، فالروایة علی السماع ابدا حتی تقوم[٥] الدلالة التی بینا فیقال لمخترع هذا القول الذی وصفنا مقالته او للذاب عنه : قد اعطیت فی جملة قولک: ان خبر الواحد الثقة عن الواحد الثقة حجة یلزم بها العمل ، ثم ادخلت فیه الشرط بعد فقلت حتی یعلم[٦] انهما قد کانا التقیا مرة فصاعدا او سمع منه شیئا ، فهل تجد هذا الشرط الذی اشترطته عن احد یلزم قوله ؟ و الا فهلم دلیلا علی ماز عمت ـ فان ادعی قول احد من علماء السلف بماز عم من ادخال الشریطة فی تثبیت الخبر طولب به و لن یجد هو ولا غیره الی ایجاده سبیلا ـ و ان هو ادعی فیماز عم دلیلا یحتج به ، قیل و ما ذالک الدلیل ، فان قال قلته لانی وجدت رواة الاخبار قدیما و حدیثا یروی احدهم عن الاخر الحدیث و لما یعاینه ولا سمع منه شیئا قط ، فلما را یتهم

---

١ ب : " انما " والصواب ما فی (الف)

٢ ب : " ثابت "

٣ ب : " یکون " و کذافی مسلم (١/١٣٠)

٤ ای فاما اذالم تکن دلالة ذکرت والحال ان الامر فی اللقاء و السماع مبهم (القول ١/٢ب)

٥ کذافی (الف) و (ب) و فی مسلم (١/١٣٠) "تکون"

٦ فی مسلم (١/١٣٠) " نعلم "

استجاز وا روایه" الحدیث فیما بینهم هکذا علی الا رسال من غیر سماع ' والمرسل من روایات فی اصل قولنا و قول اهل العلم بالاخبار لیس بحجه" احتجت[١] لما و صفت[٢] من العله" الی البحث عن سماع راوی کل خبر عن راویه[٣] فا ذا انا هجمت علی سماعه منه لاد نی شئی ثبت عندی بذاک جمیع مایروی عنه بعد ' فان عزب عنی[۴] معرفه" ذالک ' اوقفت الخبر و لم یکن عندی موضع حجه" لامکان الارسال فیه ـ فیقال له' : فان کانت العله" فی تضعیفک الخبر و ترکک الاحتجاج به امکان[۵] الارسال فیه ' لزمک ان لا تثبت اسنادا معنعنا حتی تر فیه السماع من اوله الی اخره ـ و ذاک ان الحدیث الوارد علینا با سناد هشام بن عروة عن ابیه عن عائشه" رضی الله تعالیٰ عنها فبیقین نعلم : ان هشاما قد سمع من ابیه و ان اباه قد سمع من عائشه" کما نعلم : ان عائشه" قد سمعت من النبی صلے الله علیه و اله وسلم ـ و قد یجوز اذا لم یقل هشام فی روایه" یرو یها عن ابیه سمعت او ا خبرنی ' ان یکون بینه و بین ابیه فی تلک الروایه" انسان آخر[٦] اخبره بها عن ابیه و لم

---

١ جواب لما

٢ ب : و صفنا

٣ ب : علی

۴ ب : روایته

۵ کذافی مسلم (١/١٣٢) و فی (الف) و (ب) " لامکان " و الصحیح ما فی مسلم

٦ آخر : فی ب و ایضاً فی مسلم (١/١٣٢)

یسمعہا ھو من ابیہ لما احب ان یرویہا مرسلا ولا یسندھا الی من سمعہا منہ - فلما یمکن ذالک فی ھشام عن ابیہ فھوایضا ممکن فی ابیہ عن عائشہ - و کذالک کل اسناد لحدیث[۲] لیس فیہ ذکر سماع بعضہم من بعض، و ان کان قد عرف فی الجملہ ان کل واحد منہم قد سمع من صاحبہ سماعا کثیرا فجائز لکل[۳] واحد منہم[۴] ان ینزل فی بعض الروایہ فیسمع من غیرہ عنہ[۵] بعض احادیثہ ثم یرسل عنہ احیانا ولا یسمی من سمع منہ و ینشط احیانا فیسمی الذی حمل عنہ الحدیث و یترک الا رسال - وما قلنا من ھذا موجود فی الحدیث مستفیض من فعل ثقات المحدثین و ائمہ اھل العلم و سنذکر من روایا تہم علی الجھہ التی ذکرنا عددا یستدل بہا علی اکثر منہا ان شاء اللہ تعالے - فمن ذالک ان ایوب السختیانی و ابن المبارک و وکیعا و ابن نمیر[۶] و جماعہ غیر ھم رووا عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا [قالت : " کنت][۷] اُطیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

---

۱ فی مسلم (۱/۱۳۳) " وکما "

۲ ب : للحدیث

۳ کذافی مسلم (۱/۱۳۳) و فی (الف) و (ب) " علی کل "

۴ منہم : فی (الف) و ایضاً فی مسلم (۱/۱۳۳)

۵ ب : " و منہ "

۶ ابن نمیر : مات سنہ ۲۹۹ و لہ اربع و ثمانون (تقریب ص ۲۹۳، ۶۳۱)

۷ الکلام بین القوسین فی (الف) فقط

لحله و لحرمه باطیب ما اجد '' - فروی هذه الروایه بعینها اللیث بن سعد۱ و داؤد العطار۲ و حمید بن الاسود۳ و وهیب بن خالد۴ و ابو اسامه ۵ عن هشام ٦ اخبرنی عثمان بن عروة عن عروة عن عائشه عن النبی صلے اللہ علیه وآله وسلم - و روی هشام عن ابیه عن عائشه قالت : '' کان النبی صلے اللہ علیه و آله وسلم اذا اعتکف یدلی الی راسه فارجله و انا حائض '' فروا ها بعینها ۷ مالک بن انس۸ عن الزهری۹ عن عروة عن عمرة عن عائشه عن النبی صلے اللہ علیه وسلم -

۱ اللیث : ثقه ' ثبت ' فقیه ' امام مشهور مات سنه ۱۷۵ھ (تقریب ص ۴۳۲)

۲ داؤد بن عبدالرحمن العطار ' ولد سنه مائه و هلک سنه ۱۹۴ھ (معارف ص ۲۲۳)

۳ حمید : ابو داؤد البصری (کتاب الجمع ۱/۹۱) من الثامنه (تقریب ص ۱۲۷)

۴ کذافی (الف) و هو الصواب و فی (ب) ''وهب'' - ووهیب مات سنه ۱٦۵ (کتاب الجمع ۲/۵۴۲)

۵ ابو اسامه : مات سنه ۲۰۱ (کتاب الجمع ۱/۱۰۳)

٦ هشام : مات سنه (۱۴۵ھ) او (۱۴٦) او (۱۴۷) (کتاب الجمع ۲/۵۴۷)

۷ کذافی (الف) و فی (ب) : ''اعینا'' و هو خطاء

۸ ابن ابی عامر الا صبحی ' ولد سنه ۹۳ و مات فی شهر ربیع الاول سنه ۱۷۹ (کتاب الجمع ۲/۴۸۰)

۹ محمد بن مسلم الزهری ' کان احفظ الناس فی وقته مات سنه (۱۲۴)(کتاب الجمع ۲/۴۴۹)

و روی الزهری و صالح بن ابی حسان عن ابی سلمہ عن عائشہ - " کان النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یقبل و ہو صائم " - فقال یحیی بن ابی کثیر فی ہذا الخبر فی القبلہ اخبرنی ابو سلمہ [بن عبدالرحمن[1]] ان عمر بن عبدالعزیز [2] اخبرہ ان عروۃ اخبرہ عن عائشہ اخبرتہ : " ان النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یقبلہا و ہو صائم " -

و روی ابن عیینہ [3] وغیرہ عن عمر و بن دینار عن جابر [4] قال : " اطعمنا رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم لحوم الخیل و نہا نا عن لحوم الحمر الأہلیہ " فرواہ حماد بن زید عن عمر و عن محمد بن علی عن جابر عن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم -

و ہذا النحو فی الروایات کثیر یکثر تعدادہ ' و فیما ذکرنا منہا[5] کفایہ لذوی الفہوم[6] -

---

۱ ابو سلمہ : مات سنہ ۱۰۴ (کتاب الجمع ۱/۲۵۴) و الکلام بین القوسین ساقط من (ب)

۲ ابن عبدالعزیز ' امیرالمومنین ' تو فی سنہ ۱۰۱ و کان لہ' یوم مات سنہ ۱۴ وکانت خلافتہ سنتین و خمسہ اشہر و خمس لیال (کتاب الجمع ۱/۳۴۰)

۳ ہو سفیان بن عیینہ مات سنہ ۱۹۸ (کتاب الجمع ۱/۱۹۵)

۴ ہو جابر بن عبداللہ الصحابی مات سنہ (۷۸) او (۷۹) (کتاب الجمع ۱/۷۲)

۵ منہا : فی (الف) و ایضا فی مسلم ۱/۱۳۶

۶ فی مسلم (۱/۱۳۶) " الفہم ".

فاذا كانت العلة عند من وصفنا قوله من قبل١ فى فساد الحديث و توهينه، اذالم يعلم ان الراوى قد سمع ممن روى عنه شيئا، امكان الارسال٢ فيه، لزمه ترك الاحتجاج فى قياد قوله برواية من يعلم انه قد سمع ممن روى عنه الا فى نفس الخبرالذى فيه ذكر السماع لما٣ بينا من قبل عن الائمة الذين نقلوا الاخبار. انهم٤ كانت لهم تارات يرسلون فيها الحديث ارسالا ولا يذكرون من سمعوه٥ منه و تارات ينشطون٦ فيها فيسندون الخبر على هيئة ما سمعوا فيخبرون بالنزول٧ فيه ان نزلوا او بالصعود٨ ان صعدوا كما شرحنا ذالك عنهم ـ. وما علمنا احدا من ائمة السلف ممن يستعمل الاخبار٩ و يتفقد صحة الاسانيد و سقمها، مثل ايوب

---

١ من : فى مسلم فقط (١٣٦/١)

٢ كذافى مسلم (١٣٦/١) و فى نسخة ، لامكان الارسال" و فى (الف) و (ب) " لمكان ارسال فيه"

٣ كذافى مسلم (١٣٦/١) و فى (الف) و (ب) "كما" و هوخطا

٤ انهم : كذافى مسلم (١٣٦/١) و فى (الف) و (ب) " انه "

٥ كذافى (الف) و كذافى مسلم (١٣٦/١) و فى (ب) "سمعوا"

٦ كذافى (الف) و كذافى مسلم (١٣٦/١) و فى (ب) : " ينشلون " و هو خطا

٧ بكثرة الوسائط

٨ بقلة الوسائط

٩ ب : " او "

السختیانی و ابن عون ١ و مالک ابن انس و شعبة بن الحجاج ٢ و یحیی بن سعید القطان و عبدالرحمن بن مهدی ٣ و من بعد هم من اهل الحدیث فتشوا عن موضع السماع فی الاسانید کما ادعاه الذی وصفنا قوله من قبل - و انما کان تفقد من تفقد منهم سماع ٤ رواة الحدیث ممن روی عنهم اذا کان الراوی ممن عرف بالتدلیس فی الحدیث و شهر به ، فحینئذ یبحثون عن سماعه فی روایته و یتفقدون ذالک منه کی ٥ تنزاح عنهم علة التدلیس - فمن ابتغی ذالک من غیر مدلس ٦ علی الوجه الذی زعم من حکینا قوله ، فما ٧ سمعنا ذالک عن احد ممن سمینا و لم نسم من الائمة فمن ذالک ان عبد الله بن یزید الانصاری ٨ و قدرای النبی صلے الله علیه وسلم ، و قدروی عن حذیفة ٩ و عن ابی

---

١ هو عبدالله بن عون مات سنة ١٥١ھ (معارف ص ٢١٣)
٢ شعبه : کان مولده سنة (٨٣) مات سنة (١٦٠) (کتاب الجمع ١/٢١٨)
٣ عبدالرحمن : مات سنة (١٩٨) (کتاب الجمع ١/٢٨٨)
٤ ب : " بسماع "
٥ ب : " کما " والصواب ما فی (الف)
٦ ب : " مدلس " و هو خطاء
٧ ب : " مما "
٨ عبدالله بن یزید : کان امیر الکوفة فی زمن ابن زبیر و مات فی زمن ابن زبیر (کتاب الجمع ١/٢٥٤)
٩ حذیفه : صحابی مات بالمدائن سنة ٣٦ (کتاب الجمع ١/١٠٧)

مسعود الانصاری[١] ، و عن[٢] کل واحد منهما حدیثا یسنده الی النبی صلے اللہ علیه وسلم و لیس فی روایته عنهما ذکر السماع منهما ولا حفظنا فی شئی من الروایات ان عبداللہ یزید شافهه حذیفهٔ و ابا مسعود بحدیث قط ولا و جدنا ذکر روایته ایا هما فی روایهٔ بعینها ولم نسمع عن احد[٣] من اهل العلم ممن مضی ولا ممن[٤] ادرکنا انه طعن فی هذین الخبرین الذین روا هما عبد اللہ بن یزید عن حذیفهٔ و ابی مسعود بضعف فیهما ، بل هما و ما اشبههما[٥] عند من لا قینا من اهل العلم بالحدیث من صحاح الاسانید و قو یها[٦] یرون استعمال ما نقل بها و الاحتجاج بما اتت من سنن و آثار ؛ وهی فی زعم من حکینا قوله من قبل ، واهیهٔ مهملهٔ حتی یصیب سماع الراوی عمن روی - و لوذ هبنا نعدد[٧] الاخبارالصحاح عند اهل العلم ممن[٨] یهن بزعم هذا القائل و نحصیها[٩] ، لعجزنا عن تقصی

---

١ ابو مسعود : صحابی جلیل مات الاربعین و قیل بعد ها (تقریب ص ٣٦٥)

٢ کذا هو فی الاصول مابواو والوجه حذ فهاؤانها تغیر المعنی (القول ص ١٦٥)

٣ ب : " لم نسمع احدا "

٤ کذافی (الف) و فی (ب) : " ممکن " و هو خطا،

٥ کذافی (الف)، و فی (ب) : " اشتبها " ولیس بصحیح

٦ ب : " قوبها " و هو خطا،

٧ ب : بعدد

٨ کذافی مسلم (١٣٨/١) و فی (الف) و (ب) : " مما "

٩ ب : " نحصوهما " و هو خطا،

ذکرها و احصائها کلها ، و لکنا اجبنا ان ننصب منها عددا یکون سمة لما سکتنا عنه -

و هذا ابو عثمان النهدی[١] و ابو رافع الصائغ[٢] و هما ممن ادرک الجاهلیة و صحبا اصحاب رسول الله صلی علیه وسلم من البدرئین هلم جراً و نقلا عنهم الاخبار حتی نزلا الی مثل ابی هریرة[٣] و ابن عمر[٤] و ذویهما قد اسند کل واحد منهما عن ابی بن کعب عن النبی صلے الله علیه و آله وسلم حدیثا و لم نسمع فی روایة بعینها[٥] انهما عاینا[٦] ابیا اوسمعامنه شیئا -

و اسند ابو عمر و الشیبانی[٧] و هو ممن ادرک الجاهلیة و

---

١ الهندی : مخضرم ، ثقة ، مات سنة ٩٥ و قیل بعد ها (تقریب ص ٣٢١)

٢ ب : " الصانع " و هو خطأ واسم الصائغ نفیع ، سمع اباهریرة روی عنه الحسن البصری ، یقال انه ادرک الجاهلیة (کتاب الجمع ٥٣٣/٢)

٣ الدوسی : اختلف فی اسمه مات سنة (٥٧) او (٥٨) او (٥٩) (کتاب الجمع ٦٠٠/٢)

٤ هو عبدالله کان مولده قبل الوحی بسنة مات سنة ٧٣ بمکة (کتاب الجمع ٢٣٨/١)

٥ ب : " بعینهما " و هو خطأ .

٦ ب : رای

٧ ابو عمرو : هو سعد بن ایاس عاش مائة عشرین عاما (معارف ص ٨٨)

کان فی زمن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رجلا ' و ابو معمر
عبد اللہ بن سخبرة[1] کل واحد منہا عن ابی مسعود الانصاری عن
النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خبرین ' وا سند عبید بن عمیر[2]
عن ام سلمہ زوج النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حدیثا ' و عبید
و لد فی زمن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ' و اسند قیس بن ابی حازم[3]
و قد ادرک زمن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم عن ابی مسعود
الانصاری عن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ثلثہ اخبار ' وا سند
عبدالرحمن بن ابی الیلی[4] و قد حفظ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالے عنہ [و صحب علیا رضی اللہ عنہ][5] عن انس بن مالک عن
النبی صلے اللہ علیہ وسلم حدیثا ' وا سند ربعی بن حراش[6] عن
عمران بن حصین[7] عن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم [حدثین

---

۱ ابن سنجرة : تو فی فی ولایہ عبیداللہ بن زیاد (کتاب الجمع ۲۵۳/۱)
۲ عبید : قاص اھل مکہ مات قبل ابن عمر (تقریب ص ۳۴۷)
۳ فی الف " جازم " و ھو خطاء - و ابو حازم : مخضرم و یقال لہ ' رویہ مات بعد التعین او قبلھا (تقریب ص ۴۲۶)
۴ عبدالرحمن : مات سنہ ۸۳ و قیل غرق (تقریب ص ۳۱۹)
۵ الکلام بین القوسین فی (الف) فقط
۶ ربعی : ثقہ 'عابد ' مخضرم ' مات سنہ ماة و قیل غیر ذالک (تقریب ص ۱۵۴)
۷ عمران : صحب و کان فاضلا و قضی بالکوفہ مات سنہ ۵۲ بالبصرة (تقریب ۳۹۹)

و عن ابی بکرة ۔ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم]ا حدیثا ، و قد سمع ربعی من علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ وروی عنہ ۔ وا سند نافع بن جبیر بن مطعم[2] عن ابی شریح الخزاعی[3] عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم حدیثا ، وا سند النعمان بن ابی عیاش[4] عن ابی سعد الخدری[5] ثلثہ احادیث عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم وا سند عطاء بن یزید اللیثی[6] عن تمیم الداری[7] عن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حدیثا ، وا سند سلیمان بن یسار[8] عن رافع بن خدیج[9] عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم حدیثا ، و اسند

---

۱ الکلام بین القوسین فی (الف) و ایضا فی مسلم (۱/۱۳۲).

۲ ابن جبیر : ثقہ ، فاضل مات سنہ ۹۹ (تقریب ص ۵۱۹)

۳ ابو شریح : مات سنہ ثمان و ستین علی الصحیح (تقریب ص ۵۹۳)

۴ نعمان : ثقہ من الرابعہ (تقریب ص ۵۲۳)

۵ الخدری : ھو سعد بن مالک ، صحابی ، مات بالمدینہ سنہ ثلث او اربع او خمس و ستین و قیل اربع و سبعین (تقریب ص ۱۸۲)

۶ اللیثی : ثقہ ، مات سنہ (۱۰۵) او (۱۰۷) (تقریب ص ۳۶۲)

۷ الداری : صحابی مشہور قیل مات سنہ (۴۰) (تقریب ص ۷۰)

۸ سلمان : احدالفقہاء السبعہ ، مات بعدالمائۃ و قیل قبلھا (تقریب ص ۲۱۰)

۹ رافع : صحابی جلیل مات سنہ ثلاث او اربع و سبعین و قیل قبل ذالک (تقریب ص ۱۰۳)

حمید بن عبدالرحمن الحمیری١ عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه و آله وسلم احادیث - فکل هولاء التابعین الذین نصبنا روایتهم عن الصحابه" الذین سمینا هم' لم یحفظ عنهم سماع علمناه منهم فی روایه" بعینها و لا انهم لقوهم٢ فی نفس خبر بعینه ' و هی اسانید عند ذوی المعرفه" بالاخبار و الروایات٣ من صحاح الاسانید و لا نعلمهم و هنوا منها شیئا قط و لا التمسوا فیها سماع بعضهم من بعض اذالسماع لکل واحد منهم ممکن من صاحبه غیر مستنکر لکونهم جمیعا کانوا فی العصرالذی اتفقوافیه - وکان هذالقول الذی احدثه القائل الذی حکیناه٤ فی توهین الحدیث بالعلة" التی وصف اقل من ان یعرج علیه و یثار ذکره ' اذ کان قولا محدثا و کلاما خلقا لم یقله احد من اهل العلم سلف و یستنکره من بعد هم خلف' فلا حاجه" بنا فی رده باکثر مماشرحنا ' اذ کان قدر المقاله" وقائلها القدر الذی و صفناه ' و الله المستعان علی دفع ما خالف مذهب العلماء و علیه التکلان '' - انتهی٥ -

و کذا هو متصل علی مذهب امیر المومنین فی الحدیث ابی

---

١ حمید : البصری ' ثقه" ' فقیه ' من الثالثه" (تقریب ص ١٢٩)

٢ کذافی (الف) و کذافی مسلم (١/١٤٣) و فی (ب) : '' لقوامنهم '' و لیس بصحیح

٣ کذافی (الف) و کذافی مسلم (١/١٤٣) و فی (ب) : '' الرویه" ''

٤ کذافی مسلم (١/١٤٣) و فی (الف) و (ب) '' حکینا ''

٥ مسلم (مع شرحه للنووی) ١/٢٧ ، ١٤٤

عبداللہ محمد بن اسمعیل البخاری و سائر النقادمعہ ' لثبوت اللقاء عندہ کثیرہ و ھو الشرط فی الا تصال عندہ' و انما ھو فی جامعہ لا فی اصل الصحۃ - قال السیوطی رحمہ اللہ فی شرح التقریب :
" و منھم من یشترط اللقاء و حدہ و ھوقول البخاری و ابن المدینی' الا انہ لا یشترط ذالک فی اصل الصحۃ بل التزمہ فی جامعہ ' و ابن المدینی یشترطہ فیھا[1] " - انتہی - فما قیل ان کل حدیث روی الحسن البصری عن علی رضی اللہ تعالے عنہ لیس بمتصل عند البخاری و مسلم و الترمذی و ابی داؤد و غیر ھم ' و ان کان الزمان[2] یساعد الصحبۃ[3] و الروایۃ ' لکن فی المطالب النقلیۃ یعتبر الوقوع لا الا مکان ' و ما یثبتہ جماعۃ من الا تصال بالا مکان لا یعتدبہ عند محققی اھل ھذا ایشان ' و ان الا کتفاء[4] بالمعاصرۃ المحضۃ فی الا تصال امر تاباہ سلامۃ الذھن[5]" - فمبنی علی عدم اصابتہ[6] ما عند البخاری و مسلم و الترمذی و ابی داؤد و النسائی و الامام احمد و ابی نعیم و الحاکم و الضیاء و ابن حجروالسیوطی و غیر ھم کما مضی و ما سیاتی -

فان قیل : قال الا مام مسلم فی مقدمۃ صحیحہ: " حدثنی حسن بن علی الحلوانی حدثنا یزید بن ھارون اخبر نا ھمام قال

۱ تدریب ص ۱۳۳
۲ ب : " الزاما " و ھو خطا
۳ ب : " الصحۃ " و لیس بصحیح
۴ ب : " الالتقاء " و ھو خطا'
۵ قرۃ ص ۳۰۱ ' ۳۰۳
۶ الف : اصابۃ

دخل ابو داؤد الا عمی۱ علی قتادة ' فلما قام قالوا : ان هذا یزعم انه لقی ثمانیه" عشر بدریا ' فقال قتادة : ان هذا کان سائلا قبل الجارف۲ لا یعرض لشئی۳ من هذا و لا یتکلم فیه : فو الله ما حدثنا الحسن عن بدری مشافهه" و لا حدثنا سعید بن المسیب عن بدری مشافهه" الا عن سعد بن مالک۴ " - انتهی۵-

---

۱ ابو داؤد : هو نفیع بن الحارث القاص الاعمی ' متفق علی ضعفه ' کان یغلو فی الرفض وروی عن بریدة و انس احادیث موضوعه" - قال ابن عبدالبرا جمعوا علی ضعفه و کذبه بعضهم و اجمعوا علی ترک الروایه" عنه (فتح الملهم ۱/۱۳٦)

۲ ای الطاعون الجارف - قال النووی سمی به لکثرة من مات فیه من الناس کما سمی الموت العام جارفا لاجترافه الناس - و اما زمن الطاعون الجارف فقد اختلف فیه اقوال العلماء رحمهم الله اختلافا متباینا تباینا شدیدا - ثم قال بعد حکایه" الاقوال : ویتعین احد الطاعونین اما سنه" سبع و ستین فان قتادة کان ابن ست سنین فی ذالک الوقت و مثله یضبط و اما سنه" سبع و ثمانین و هوالاظهر (النووی ' شرح المسلم ۱/۱۰۵ ' ۱۰۷)

۳ ب : " بشئی " و فی مسلم (۱/۱۰۷) " فی شئی "

۴ سعد بن مالک هو سعد بن ابی وقاص و اسم ابی وقاص مالک بن اهیب و یقال و هیب (مسلم ۱/۱۰٦ ' ۱۰۷) و هو اول من رمی السهم فی سبیل الله ' دفن بالبقیع سنه" ۵۵ و له' بضع و سبعون سنه" و هو آخرالعشرة موتا (اکمال ص ۱۲)

۵ مسلم ۱/۱۰۵-۱۰۷

و یعلم منه ان الحسن البصری رضی اللہ عنه لم یسمع من علی بن ابی طالب البدری کرم اللہ و جھه' لان لقتادة[1] معه صحبه' و ملازمه' لاریب فیها ' و لو کان له سماع من بدری لحدثه به ۔ و یعلم من ھذا انه لم یلق علیا رضی اللہ عنه ایضاً ' لانه لو کان لقیه لربما سمع منه ۔ فالحدیث الذی رواه عنه کرم اللہ وجھه او عن بدری آخر مرسل لا متصل ' قلت : لا یلزم من عدم تحدیث الحسن عن بدری لقتادة قریبا منه ۔ و انما یلزم لو قال ۔ قال الحسن : ما حدثنا بدری و نحوه او قال : کل ما سمعه الحسن من الصحابه' فحدثنی به ' و لیس فی شئی منه سماعه من بدری و نحو ذالک ' و لم یقله کله بل قال : ما حدثنا الحسن' و ھذاالذی ذکر بد یھی ' لا یحتاج الی نظر ۔ وقد مضی ان یونس بن عبید ' و قد قال فیه امام المعرفه' ابوزرعه' "یونس بن عبید احب الی فی الحسن من قتادة لان یونس من اصحاب الحسن و قتادة لیس من اقران یونس[2]' روی عن الحسن انه قال : کل شئی سمعتنی اقول : " قال رسول اللہ صلے اللہ علیه آله وسلم " فھو عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنه ' غیرانی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا ۔ و فیه دلاله' ظاھرة علی سماعه منه واکثاره عنه ۔ و سیاتی مافیه السماع الصریح من الوجه الصحیح عن عقبه' الباھلی[3] و قد

١ ب : القتادة و ھو خطاء

٢ ذکره ابن حجر فی التھذیب ١١/٤٤٣

٣ ب : " عن عقبه' الباھلی (قال سمعت الحسن یقول سمعت علیا یقول الحدیث) و الکلام بین القوسین شرح اخذ من القول المستحسن و لیس بمتن ۔

روی الحسن عن الزبیر بن العوام[1] ابن عمہ النبی صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم و لاخلاف انہ بدری ' ۔ قال الحافظ جمال‌الدین المزی فی تہذیب الکمال : '' الزبیر بن العوم الی‌قولہ شہد بدرا والمشاھد کلہا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم و روی عنہ الا حنف بن قیس و الحسن البصری '' ۔ انتہی ۔

و مما یقطع بہ فی ھذا' صحہ روایہ سعید عن البدریین غیر سعد مشافہہ ۔ قال امام‌المحدثین شیخ‌مسلم محمد بن اسمعیل‌البخاری فی تاریخہ الصغیر : '' حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا حماد عن غیلان من جریر عن ابن المسیب قال انا اصلحت بین علی و عثمان[2] ۔ و قال الحافظ المزی فی التہذیب فی ترجمہ سعید بن المسیب : '' قال البخاری قال لنا سلیمان بن حرب حدثنا سلام بن المسکین عن عمران بن عبداللہ‌الخزاعی عن ابن‌المسیب‌قال انا اصلحت بین علی‌وعثمان' قلت لعلی انہ امیرالمومنین و قلت لعثمان انہ علی ولو شئت ان انول‌قولا لفعلت'' و قال البخاری فی‌صحیحہ الذی ھو اصح الکتب بعد کتاب اللہ : ''حدثنا قتیبہ بن سعید قال حدثنا حجاج بن محمد الاعور عن شعبہ عن عمرو بن مرۃ عن سعید بن المسیب قال اختلف علی و عثمان بعسفان فی المتعہ فقال‌علی: ماترید الی ان تنہی[3] عن امر فعلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ

---

۱ الزبیر : صحابی ' احدالعشرۃ قتل سنہ ۳٦ بعد منصرفہ من وقعہ جمل (تقریب ص ۱٦۳)

۲ تاریخ صغیر ص ۱۰۵

۳ ب : '' ماتریدان انتہی ''

وسلم قال فلما رای ذالک علی اهل بهما جمیعا ۔"[۱] ورواہ مسلم فی صحیحہ " قال : حدثنا محمد بن المثنی و محمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن سعید بن المسیب قال : اجتمع علی و عثمان رضی اللہ عنہما بعسفان فکان عثمان ینہی[۲] عن المتعۃ اوالعمرۃ فقال علی : ماترید الی امر فعلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تنہی عنہ، فقال عثمان دعنا عنک، فقال انی لا استطیع ان ادعک، فلما : ان رای علی ذالک اہل بہما جمیعا[۳] ۔ وقد ذکر الامام الحافظ ابوبکر الحازمی[۴] فی شروط الائمۃ[۵] ما حاصلہ : ان شرط البخاری ان یخرج ما اتصل اسنادہ مع کون روایۃ[۶] ثقات متقنین ملازمین لمن اخذوا عنہ ملازمۃ طویلۃ فی السفروفی[۷] الحضر وانہ قد یخرج احیانا عن اعیان الطبقۃ التی تلی ھذہ فی الاتقان و الملازمۃ لمن روی عنہ فلم یلازموہ[۸] الا ملازمۃ یسیرۃ ۔ و ان شرط مسلم ان یخرج

۱ ۔ ۲۱۳/۱
۲ ۔ ب : نہی عن المتعۃ و العمرۃ
۳ مسلم ۲۰۲/۸
۴ الحازمی : [۵۴۸-۵۸۴ھ / ۱۱۵۳-۱۱۸۸م] محمد بن موسی، باحث من رجال الحدیث (الاعلام ۳۳۹/۷)
۵ شروط الائمۃ الخمسۃ ص ۲، ۳ و شروط الائمۃ الستۃ ص ۲ - ۳
۶ ب : " کونہا روایتہ " و ھو خطاء
۷ فی : ساقط من (ب)
۸ ب : " یلزموہ "

حدیث هذه الطبقة" الثانیة" ۔ و قال الترمذی فی جامعه[1] : "حدثنا الحسن بن الصباح البزار حدثنا سفیان بن عیینه عن علی بن زید [بن جدعان[2]] و یحیی بن سعید سمعا سعید بن المسیب یقول ۔ قال علی ما جمع رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم اباه و امه لاحد الالسعد [بن ابی وقاص[3]] الحدیث ۔ قال هذا حدیث حسن صحیح[4] " و قال البخاری فی تاریخه الصغیر : " حدثنا علی وغیره عن ابی داؤد و عن شعبه" عن ایاس من معاویه" قال قال لی سعید بن المسیب : " انی[5] لا ذکر یوم نعی عمر النعمان بن مقرن[6] علی المنبر[7] و ذکر هذا الا ثر ابو حاتم الرازی[8] ایضا ۔ و قال

---

١ فی جامعه : ساقط من (ب)

٢ ابن جدعان : فی الترمذی فقط

٣ ابن ابی وقاص : کذافی (الف) و (ب) و لیس فی ترمذی

٤ ترمذی ٢/٢١٦

٥ کذافی (الف) و کذافی التاریخ الصغیر ، و فی (ب) : "ان" و هو خطا ،

٦ ب : لنعمان بن مقرن ، ابن مقرن : صحابی ، استشهد ینها و ند سنه" (٢١) (تقریب ص ٥٢٤)

٧ تاریخ صغیر ص ٣٠ ، ١٠٥

٨ ابو حاتم [١٩٥-٢٧٧ھ / ٨١٠-٨٩٠م] هو محمد بن ادریس بن المنذر ، حافظ للحدیث ، من اقران البخاری و مسلم ، (الاعلام ٦/٢٥٠)

النووی۱ فی تہذیب الاسماء : " ولد سعید لسنتین خلتا من خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ و قیل لاربع سنین ' و رای عمر و سمع منہ ' و من عثمان و علی و سعد بن ابی و قاص الی قولہ قال ابو طالب: قلت لاحمد بن حنبل سعید بن المسیب فقال و من مثل۲ سعید بن المسیب ثقۃ ' من اصحاب الخیر ' فقلت فسعید عن عمر حجۃ ؟ قال ہو عند نا حجۃ ' قدرای عمر۳ و سمع منہ' اذالم یقبل سعید عن عمر فمن یقبل۴" انتہی -

و ذکر الامام الحاکم ابو عبداللہ۵ النیسا بوری ان سعیدا ادرک عمر فمن۶ بعدہ الی آخر العشرۃ -

و قال المزی فی ترجمۃ خالد بن زید : " شہد بدرا و العقبۃ و المشاھد کلھا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ' روی عنہ ' اسلم ابو عمران التجیبی و سعید بن المسیب - " انتہی -

---

۱ النووی : [۶۳۱-۶۷۶ھ / ۱۲۳۳-۱۲۷۷م] یحیی بن شرف' ابو ذکریا ' محی الدین ' علامۃ بالفقہ و الحدیث (الاعلام ۱۸۴/۹)

۲ و من مثل : ساقط من (ب)

۳ عمر : فی (الف) فقط

۴ تہذنب الاسماء ۲۱۹/۱-۲۲۰

۵ ب : الحکم بن عبداللہ

۶ پ : " و ممن "

و لما لم[1] یلزم عدم السماع ، بل ثبت من و جوه اخری[2] حسنة صحیحة ، فکیف یلزم عدم اللقاء مع استلزامه ایاه ۔

و قد ذکر شیخ المحدثین و الصوفیة الشیخ شهاب الدین السهروردی[3] فی عوارف المعارف : قال الحسن البصری رضی اللہ عنه " لقدادرکت سبعین بدریا کان لبا سهم الصوف "[4]

و ما[5] فی تاریخ البخاری : " حدثنی عمر و بن علی قال سمعت عبدالصمد بن عبدالوارث قال سمعت خالد العبد ضعیف یقول : قال الحسن : صلیت خلف ثمانیة و عشرین بدر یا کلهم یقنت بعد الرکوع ، فقلت من حدثک ؟ قال حدثنا میمو المرئی[6] فلقیت میمونا ، فسألته فقال قال الحسن مثله ، قلت من حدثک ؟ قال خالد العبد[7] " فقد ذکر البخاری مع ذالک ما یصرح بان خالد العبد ممن ترد روایته ۔

---

١ لم : ساقط من (ب)

٢ ب : آخر

٣ السهروردی : [٥٣٩-٦٣٢ھ / ١١٤٥-١٢٣٤م] هو عمر بن محمد فقیه ، مفسر ، واعظ ، من کبار الصوفیة ، و فاته ببغداد (الاعلام ٥/٢٢٣)

٤ عوارف (علی هامش الاحیاء) ١/٢٣٢

٥ ب : و اما

٦ ب : الری

٧ التاریخ الصغیر ص

تنبیه - حاصل کلام قتادة فی الروا یتین ان ابا داؤد الاعمی بلقائه البدر ئین وغیرهم ' سائلا یروی عنهم و یقول حدثنا فلان البدری١ و حدثنا البراء٢ و حدثنا زید بن ارقم٣ ' و لکنه لم یسمع منهم ' و یدل علی هذا دلالہ" بینه" قول قتادة : " ولا یعرض لشئی من هذا " ای لا یعتنی بالحدیث و لا یتکلم فیه ' و الحسن و سعید اکبر من ابی داؤد الا عمی و اکثر اعتناء با لحدیث ' و مع هذا ما حدثنا واحد منهما عن بدری مشافهة" غیر سعید عن سعد ' فکیف یقول ابو داؤد الا عمی حدثنا فلان و فلان - و ان لم یقرر معناه هکذا بل کما قال النووی٤ " ان المراد بهذا الکلام ابطال قول ابی داؤد الا عمی هذا و زعمه انه لقی ثمانیه" عشر بدریا ' فقال قتادة الحسن البصری و سعید بن المسیب اکبر٥ من ابی داؤد الا عمی واجل وا قدم سنا و اکثر اعتناء بالحدیث و ملازمة" اهله و الاجتهاد فی الا خذ عن الصحابه" ' و هذا کله ما حدثنا واحد منهما بدری واحد ' فکیف یز عمم ابو

---

١ ب : " البدرئیین " و هو خطاء

٢ البراء : هو ابن عازب ' صحابی مات سنه" ٨٢ (تقریب ص ٥٨)

٣ زید : صحابی ' انزل الله تصدیقه فی سورة المنافقین ' مات سنه" (٦٦) و (٦٨) (تقر یب ص ١٢١)

٤ النووی : فی (الق) : فقط

٥ فی (الف) : "کلا هما اکبر" و لیس فی (ب) و لا فی شرح المسلم للنووی (١/١٠٢)

داؤد الا عمی انه لقی ثمانیه" عشر بدریا هذا بهتان عظیم[۱]" فلا یدری ار تباط قول قتادة : "هذا کان سائلا قبل الجارف ولا یعرض لشئی من هذا ولا یتکلم فیه" با بطال ز عم ابی داود الا عمی انه لقی ثمانیه" عشر بدریا ' لان عدم اعتنائه[۲] بالحدیث و عدم تکلمه فیه ' و کونه سائلا قبل ' الجارف ' لا یستلزم عدم لقائه بدریا ' بل من المعروف عادة ان الفقراء السائلین یسئا لون سائر الانام من الخواص و العوام ' بل خواص الناس من البدرئین وامثالهم المبالغون فی امتثال[۳] امر النبی صلے الله علیه و آله وسلم "لا تردوبالسامل " اولی بالسوال ایا هم من غیر هم رضی الله عنهم ' اذ لاینصبون الحجاب و لا یغلقون الابواب ولا یمتنعون[۴] من لقاء الفقراء ' فای مانع من لقا ئهم -

و قال الحافظ بن حجر فی شرح صحیح البخاری فی قوله : و یروی عن الحسن عن غیر واحد مر فوعا (افطر الحاجم و المحجوم) " قال علی بن المدینی : ورواه مطر عن الحسن عن علی[۵]"

و قال جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد فی کتاب العروس حدثنا و کیع عن ربیع عن الحسن عن علی رضی الله تعالی عنه

---

۱ النووی ۱/۱۰۷
۲ ب : اعتنام
۳ ب : الا مثال
۴ ب : " یمتنون "
۵ فتح الباری ۴/۱۴۲

رفعه '' من قال کل یوم ثلاث مرات '' صلوات اللہ علی آدم غفراللہ له الذنوب وان کانت مثل زبد البحر '' اخرجه الدیلمی[۱] مسند الفردوس من طریقه -

و قال الامام النسائی : '' حدثنا الحسن بن احمد بن حبیب حدثنا شاذ بن فیا ض عن عمر بن ابراهیم عن قتادة عن الحسن البصری عن علی ابی طالب رضی اللہ تعالی عنه قال ان رسول اللہ صلی اللہ و آله وسلم قال : ''افطرالحاجم و المحجوم[۲]''

و قال الام الطحاوی[۳] ''حدثنا نصر بن مرزوق حدثنا الخصیب حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن الحسن عن علی رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم : اذا کان فی الرهن فضل فاصا بته[۴] جائحة فهو بما فیه[۵]'' الحدیث -

و قال حدثنا ابن رزوق حدثنا عمرو بن ابی رزین حدثنا هشام

---

۱. الدیلمی [۴۸۳-۵۵۸ھ / ۱۰۹۰-۱۱۶۳م] شهر دار ابن شیر ویه ' الشافعی ' حافظ ' عارف بالحدیث و الادب (الاعلام ۳/۳۰۹)

۲ اخرجه النسائی فی السنن الکبری (القول ۱/۹۰) ------

۳ الطحاوی : [۲۳۹-۳۲۱ھ / ۸۵۳-۹۳۳م] احمد بن محمد سلامه ' فقیه ' انتهت الیه ریاسة الحنفیة بمصر ' تفقه علی مذهب الشافعی ' ثم تحول حنفیا ' (الاعلام ۱/۹۶)

۴ ب : اصابه

۵ انظر تعلیق الحدیث الاتی

بن حسان عن الحسن عن علی رضی اللہ تعالے عنہ قال : لیس فی مس الذکر وضوء ۔ "[1]

و قال الدار قطنی[2] فی کتاب العلل فی مسند ابی ھریرہ فیما سئل[3] عن حدیث الحسن عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم : " افطر الحاجم و المحجوم " فقال[4] اختلف فیہ علی الحسن فرواہ قتادۃ من روایہ سلام بن ابی جبیرۃ عن ابی عروبہ عن قتادۃ عن الحسن و ابو قزعۃ من روایہ ابن جریج عنہ و یونس بن عبید من روایہ عبدالوھاب الثقفی و محمد بن زاشد عن یونس عن الحسن عن علی بن ابی طالب ' قالہ ابن القوھی عن ابیہ عن شعبہ عن یونس الی قولہ و رواہ مطر[5] ابوراق عن الحسن عن علی بن ابی طالب ۔

و قال فی سننہ " حدثنا عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز حدثنا داؤد بن رشید حدثنا ابو حفص الا بار عن عطاء بن السائب عن الحسن عن علی رضی اللہ تعالے عنہ قال : " فی الخلیہ و

---

١ ھکذا نقل الروایتین عن الطحاوی الحافظ السیوطی فی الاتحاف و لیستا فی بیان مشکلات الاثار و لا فی شرح معانی الاثار بعینھما (القول ١/١٩٣ مخضا)

٢ دار قطنی : [٣٠٦-٣٨٥ھ / ٩١٩-٩٩٥م] علی بن عمر ' امام عصرہ فی الحدیث (الاعلام ٥/١٣٠)

٣ فیماسئل : فی (الف) فقط

٤ ب : فقال بروایتہ اختلف فیہ " و الصواب ما فی (الف)

٥ مطرق و ھو خطا

البریہ" و البتہ" و البائن و الحرام ثلث ' لا تحل له حتی تنکح زوجا غیره "۱

و قال " حدثنا احمد بن محمد بن عبداللہ بن زیاد القطان حدثنا الحسن بن علی بن شبیب المعمری قال سمعت محمد بن ابراهیم۲ بن صدران السلمی یقول۳ حدثنا عبداللہ بن میمون المری حدثنا عوف عن الحسن عن علی رضی اللہ تعالے عنه ان النبی صلے اللہ علیه و آله وسلم قال لعلی : " یا علی قد : جعلنا الیک هذه السبقه" بین الناس "۴

و قال " حدثنا علی بن عبداللہ بشر ثنا احمد بن سنان ثنا یزید بن هارون انا حمید الطویل عن الحسن قال قال علی : " ان وسع اللہ علیکم فا جعلوا صاعا من بر وغیره ' یعنی زکوة الفطر "۵

و قال الا مام ابو نعیم۶ فی حلیه" الاولیاء " حدثنا عبداللہ بن محمد حدثنا ابو یحیی الرازی حدثنا هناد ثنا محمد فضیل عن اللیث عن الحسن عن علی رضی اللہ تعالے عنه قال : " طوبی لکل

---

۱ سنن دار قطنی ص ۴۳۸

۲ ابراهیم بن : ساقط من (الف)

۳ یقول : ساقط من (ب)

۴ سنن دار قطنی ص ۵۰۳

۵ سنن دار قطنی ص ۲۲۵

۶ ابونعیم : [۳۳۶ و قیل قبل - ۴۳۰ھ / ۹۴۸-۱۰۳۸ء] احمد بن عبداللہ بن احمد ' الشافعی ' محدث ' مورخ ' صوفی ' توفی با صبهان ' (معجم المولفین ۱/۲۸۲)

ثوبه" عرف الناس و لم یعرفه الناس ، عرفه الله تعالی برضوانه ، اولئک مصابیح الدجیٰ یکشف الله تعالی عنهم کل فتنه" مظلمه" و ید خلهم الله تعالی فی رحمه" منه ، لیس اولئک بالمذا ییع البذر ولا الجفاة المرائین " ۔[1]

و قال الخطیب[2] فی تاریخه : اخبر نا الحسن بن ابی بکر اخبرنا ابو سهل احمد بن محمد بن عبدالله بن زیاد القطان حدثنا محمد غالب حدثنا یحیی بن عمران حدثنا سلیمان بن ارقم عن الحسن البصری عن علی ابن ابی طالب رضی الله تعالی عنه قال : " کفنت النبی صلی الله علیه و آله وسلم فی قمیص ابیض و ثوبی حبرة" ۔

و هذه الاحادیث متصلة" علی مذهب هولاء الائمه" الکبراء لو لا شبهه" التدلیس ۔

و قال الشیخ الامام العلامه" الحجه" جلال الدین عبدالرحمن السیو طی قدس الله تعالی روحه و فتح لنا فتوحه، فی اتحاف الفرقه : " قال الحافظ بن حجر : و وقع فی مسند ابی یعلی[3] قال حدثنا[4]

---

۱ حلیه" الاولیاء ۸۶/۱ ، ۸۷

۲ الخطیب : [۳۹۲-۴۶۳ھ / ۱۰۰۲-۱۰۷۲م] احمد بن علی بن ثابت البغدادی، کان احدالحفاظ المورخین المقدمین (الاعلام ۱/۱۶۶)

۳ ابویعلی : [۰۰-۳۰۷ھ / ۰۰-۹۱۹م] احمد بن المثنی التمیمی الموصلی ، حافظ من علماء الحدیث ثقه" مشهور ، نعته الذهبی بمحدث الموصل ، عمر طویلا حتی ناهز ائماة ۔ (الاعلام ۱/۱۶۳)

۴ قال : فی الاتحاف فقط

حوثرۃ بن اشرس[۱] قال انا عقبہ بن ابی الصہباء الباہلی قال سمعت الحسن یقول سمعت علیا یقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم : "مَثَلُ اُمَّتِی مَثَلُ المَطَرِ" الحدیث[۲] قال محمد بن الحسن النصیر فی شیخ شیوخنا : ھذا نص صریح فی سماع الحسن من علی کرم اللہ وجہہ ، ورجالہ ثقات ، حوثرۃ ، و ثقہ ابن حبان و عقبہ ، و ثقہ احمد بن حنبل و ابن معین"[۳] - انتھی -

قال الشیخ القشاشی رحمہ اللہ فی السمط المجید : "و الحسن و ان قالوا انہ کان یدلس لکنہ ثقہ - قال الحافظ بن حجر فی تقریب التھذیب : الحسن بن ابی الحسن البصری الانصاری مولاھم ثقہ ، فقیہ ، فاضل ، مشھور ، وکان یرسل کثیرا و یدلس و ھور اس الطبقہ الثالثہ"

و من المقرران المدلس الثقہ[۴] اذا عبر فی روایہ[۵] عن شیخہ

---

۱. ب : "اشرستی" و ھو خطأ و فی الحاوی (۱۹۳/۲) "جویریہ بن الاشرس" و کذافی السمط المجید (ص ۹۰) و قال حسن الزمان خان فی القول المستحسن (۲۰۱/۱) "حوثرۃ" بفتح الحاء المھملہ و الثاء المثلثہ ، بینھما واو ساکنہ و بعد الثاء راء مھملہ فتاء ، ھذا ھو الصواب فلا ارتیاب و یوجد فی نسخ ھذا الکتاب وغیر کتاب "جویریہ" و ھو غلط فاحش نتنبہ

۲. و تمام الحدیث "لایدری اولہ خیرام آخرہ" -

۳. اتحاف الفرقہ ص ۷۹ ، ۸۰

۴. الثقہ : ساقط من (الف)

۵. الف : فی روایہ

بصیغۂ صریحۂ فی السماع کسمعت و حدثنی فروایته مقبولۂ و اسغاده متصل لکونه ثقۂ صرح بلفظ سمعت -

و کلما صح السماع ' انتفی سبب خدش الخادشین فی وصل الخرقۂ ' و قدمر انه انتفی سبب الخدش ' و قد وصله من هوثقۂ و مقبول ' ظهران ماحکم بانقطاعه ' مرفوع موصول و بالله التوفیق ۱ انتهی -

قال النووی فی التقریب فی روایۂ المدلس '' والصحیح التفصیل ' فمار واه بلفظ محتمل لم یبین فیه السماع فمرسل و ما بینه کسمعت و حدثنا و اخبرنا و شبهها ' فمقبول یحتج به ' و فی الصحیحین و غیر هما من هذا الضرب کثیر ' کقتادة و سفیانین وغیر هم ' [و هذا الحکم جار فیمن دلس مرة ۲] وما کان فی الصحیحین و شبههما عن المدلسین بعن فمحمول علی ثبوت السماع من جهۂ اخری ۳ - انتهی -

فما قیل '' اتصال الحسن البصری بحضرة '' المرتضی واتصال لبس الخرقۂ بالمر تضی ' امر باطل تنکره الشعیۂ و اهل السنۂ جمیعا ' و دون اثباته خرط القتاد ''۴ فشئی عجاب - وما فیه علی روایۂ ابی یعلی '' ان صحت فلا تثبت ۵ بهذا القدر الصحبۂ

---

۱ السمط المجید ص ۱۱۰

۲ الکلام بین القوسین فی التقریب للنووی ص ۱۴۴

۳ نفس المرجع و المکان

۴ الشارح ینسب هذا القول الی القرة مع انه لیس فیها -

۵ الف : یثبت

المعتد بها و کلا منا انما هو فی الصحبه" المعتدبها[1] " فضیه ان هذا التعلیق خلاف التحقیق و ان الصحبه" المعتد بها قد ثبتت[2] بوجه لامرد له کما مضی - واما قوله : ولوتحقق اتصال الحسن البصری بالمرتضی لتحقق له' به الصحبه" المعتد بها وهی منتفیه" فهومنتف[3]، ففیه مع ماتقدم : ان هذه الشرطیه"[4] ممنوعه" ' لان تحقق الاتصال و لو فی الطریقه" لا یستلزم الصحبه" المعتدة بها حتی یلزم من انتفائها انتفائه - و اصحاب السلاسل ' و هم اهل هذه المعرفه" و المعامله" عن آخر هم بتفر قهم ' متفقون اتفاقا علی ان الحسن اخذ بلا واسطه" من علی المرتضی کرم الله وجهه ' فلو لا ان کل واحد منهم تلقی من صاحبه انه تلقی الباطن من صاحبه هلم رفعا الی الحسن من علی المرتضی کرم الله وجهه ' کیف یتصور هذا الا جماع - هذا - والر وایات فی کتب الاثر عن الحسن عن علی رضی الله عنه کثیرة جدا ' فمن شاء ان یطلع علیها فعلیه ان یر جع الیها -

وصل

لما تم الکلام فی المرام من تحقیق الاتصال بالامکان واللقاء و السماع ' و ذکرما تیسر من عداد من اثبته من الائمه" الحفاظ والمحدثین الا یقاظ رضی الله عنهم ' فاراد محمد المشتهر بفخرالدین

۱ قره ص ۳۰۶

۲ ب : ثبت

۳ قرة ص ۳۰۰

۴ ب هذا

ان يشيرالى اناس ينكرونه ' فقد وجد بعدالتفتيش والفحص شرذمة
من المتقدمة و فرقة من المتاخرة ' فمن الاولى من يقول : لم
يثبت سماعه منه اى عنده ' و منها من يقول : لا نعرف ولا نعلم
سماع الحسن من على كرم الله وجهه فلا يلزم من عدم ثبوته
عندهم او عدم معرفتهم اياها ' عدمه فى الوجود ' فهم فيه
معذورن ـ و من الاخرى من سلك طريق المتعصبة[2] فيقول مجازفة
من غيرا ستقراء و تتبع لاقوال[3] الا فاضل ان الاجتماع و السماع
كليهما باطل با تفاق الا ماثل ' منهم اعجوبة وقته ابن تيمية
الحنبلى[4] غفرالله له و قد قال شيخ الاسلام و الامام الحافظ ابوالفضل
ابن الحجر العسقلانى فى الدر الكامنة فى ترجمته بعد ماذكر مناقبه
ومثالبه ' كالقول بحرمة زيارة قبر النبى صلے الله عليه و آله وسلم '
و عدم صحة اسلامه[5] على المرتضى كرم الله وجهه لكونه صبيا '
و نسبة اميرالمومنين عثمان بن عفان رضى الله تعالے عنه الى
حب المال' و ردالاحاديث الموجودة فى السنن' و ان كانت ضعيفة '
و ذكر اختلاف العلماء الكرام فى حقه : انا لانعتقد اعصمة حقه[6]

---

۱ اياه فى (الف) فقط

۲ ب : المتعقبة

۳ كذافى (الف)' و فى (ب) : اقوال

۴ ابن تيمية : هو احمد بن عبدالحليم ' ولد فى ربيع الاول سنة ۶۶۱ و توفى فى ذى القعدة سنة ۷۲۸ھ (تذكرة الحفاظ ۴/۲۷۹)

۵ ب : " الاسلام " و هو خطاء

۶ ب : " فى ظ حقه "

بل انا نخالفه فی مسائل اصلیہ و فرعیہ۱ -

و قال الامام الحافظ۲ ابو عبداللہ الذہبی رحمہ اللہ فی تاریخہ بعد ذکر نحوہا : "فهو بشرله ، ذنوب و خطایا" - و کذا ذکر الامام الیافعی۳ و غیر واحد من الائمہ -

قال ابن تیمیہ فی منہاج السنہ : قال الرافضی۴ : واما علم الطریقہ فالیہ منسوب ، فان الصوفیہ کلہم یسندون الخرقہ الیہ - والجواب ان یقال۵ اولا اما اہل المعرفہ و حقائق الایمان المشہورون فی الامہ بلسان الصدق فکلہم متفقون علی تقدیم ابی بکر وانہ اعظم الامہ فی الحقائق الایمانیہ والا حوال العرفانیہ ، و این من یقدمونہ فی الحقائق التی افضل الامور عندہم الی من ینسب الیہ لباس الخرقہ ، و قد ثبت فی الصحیحین عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہ قال : "ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم و انما ینظر الی قلوبکم و اعمالکم" فاین الحقائق القلوبیہ

۱ الدر رالکامنہ ۱/۱۵۱ ، و العبارة التی بین القوسین لیست من قول ابن الحجر بل هی من قول الذہبی

۲ الحافظ : فی (الف) فقط

۳ مرآۃ الجنان ۳/۲۷۸ والیافعی [۷۰۰-۷۶۸ھ ، ۱۳۰۱-۱۳۶۷م عبداللہ بن اسعد بن علی ، صوفی ، شاعر ، مشارک فی الفقہ و العربیہ (و الا صیلن) و اللغہ و الفرائض و الحساب (معجم المولفین ۶/۳۳)

۴ ای ابن المطہر الحلی صاحب منہاج الکرامہ الذی الف ابن تیمیہ فی جوابہ منہاج السنہ

۵ ان یقال : زیادة فی (الف) ، و فی (ب) : "ان یقال"

من لباس الا بدان ۔ و یقال ثانیا الخرقہ" متعددۃ ' اشھرھا خرقتان ' خرقہ" الی عمر و خرقہ" الی علی ' فخرقہ" عمر رضی اللہ عنہ لھا اسنادان ' و اسناد الی ابی مسلم الخولانی۱ ۔ و اما الخرقہ" المنسوبہ" الی علی کرم اللہ وجہہ فاسناد ھا الی الحسن البصری و المتاخرون یصلونھا بمعروف الکرخی۲ ، فان الجنید۳ رضی اللہ عنہ صحب السری۴ ' و السری صحب معروفا الکرخی بلا ریب ' و اما الاسناد من جھہ"

اسناد الی ادریس الخولانی

---

۱ الخولانی : الزاھد الشامی اسمہ عبداللہ بن ثوب ' ثقہ" ' عابد ' من الثانیہ" ' رحل الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فلم یدرکہ و عاش الی زمن یزید بن معاویہ (تقریب ص ۶۱۲)

۲ معروف بن فیروز الکرخی ' احد اعلام الزھاد و المتصوفین ' اشتھر بالصلاح و قصدہ الناس للتبرک حتی کان الامام احمد بن حنبل فی جملہ" من یختلف الیہ ' مات ببغداد سنہ" ۲۰۰ھ ' ۸۱۵ (الاعلام ۱۵۸/۸)

۳ جنید بن محمد ' ابوالقاسم الخراز ' اصلہ من نہاوند و مولدہ و منشاہ بالعراق ' صحب السری السقطی وغیرہ ' من ائمہ القوم وسادتھم مقبول علی جمیع الالسنہ" توفی سنہ" (۲۹۰) (طبقات الصوفیہ" للسلمی ص ۱۵۵-۱۵۶)

۴ سری بن المغلس السقطی ' یقال انہ خال جنید و استاذہ صحب معروفا الکرخی و ھو اول من تکلم ببغداد فی لسان التوحید و حقائق الاحوال و ھو امام البغداد یین و شیخہم فی وقتہ مات سنہ" (۲۵۱) طبقات الصوفیہ للسلمی ص ۴۸)

معروف فمنقطع ' فتادة يقولون ان معروفا صحب علی بن موسی الرضا[۱] '
و هذا باطل قطعا ' لم يذكره المصنفون لاخبار معروف بالاسناد
الثابت المتصل کابی نعيم و ابی الفرج ابن الجوزی[۲] فی کتابه
الذی صنفه فی فضائل معروف - و معروف کان منقطعا فی الكرخ
[و علی بن موسی کان المامون قد جعله ولی العهد بعده[۳]] و جعل
شعاره لباس الخضر ثم رجع عن ذالک و اعاد شعار السواد - و
معروف لم يكن ممن يجتمع بعلی بن موسی ولا نقل عنه ثقة انه
اجتمع به و اخذ شيئا عنه بل ولا يعرف انه رآه و لا كان معروف
بوابه ولا اسلم علی يديه ' فهذا كله كذب - و اما الاسناد الاخر
فيقولون ان معروفا صحب داؤد الطائی[۴] ' و هذا ايضا لا اصل
له ' و ليس فی اخباره المعروفة ما يذكر فيه اخذه عن داؤد الطائی

---

۱ - هو علی بن موسی الكاظم بن جعفر الصادق ثامن الائمة
الاثنی عشر عند الامامية ' مات سنة ۲۰۳ھ - ۸۱۸م (الاعلام
۱۲۸/۵)

۲ - قال ابن الجوزی : قد جمعنا اخباره . (ای اخبار معروف) و
مناقبه فی کتاب افرد ناه بها (صفة ۱۸۳/۲) و ابن الجوزی
هو عبدالرحمن بن علی بن محمد ' جمال الدين ابوالفرج '
محدث ' حافظ ' واعظ ' اديب ' مورخ ' مشارک فی انواع
اخری من العلوم (معجم المولفين ۱۵۶/۵ ' ۱۵۷)

۳ الكلام بين القوسين فی (الف) فقط

۴ داؤد : الزاهد و كان احد من يرع فی الفقه ثم اعتزل '
مات سنة (۱۶۲) و قيل سنة (۱۶۰) (شذرات ۱-۲۵۶)

شیئا ۔ و انما نقل عنه الاخذ عن بکر بن خنیس العابد الکوفی ' و
فی اسناد الخرقه ایضا ان داؤد الطائی صحب حبیبا العجمی[1] '
و هذا لا یعرف له حقیقه ۔ و فیها ان جیبا العجمی
صحب الحسن البصری ' و هذا صحیح فان الحسن کان له اصحاب
کثیرون مثل ایوب السختیانی و یونس بن عبیدالله و عبدالله بن
عون و مثل محمد بن و اسع[2] و مالک بن دینار[3] و حبیب العجمی
و فرقد السنجی[4] و غیرهم من عباد اهل البصرة ۔ و فی الخرقه ان
الحسن صحب علیا و هذا باطل باتفاق اهل هذه المعرفه فانهم
متفقون علی ان الحسن لم یجتمع بعلی و انما اخذ با صحاب علی '
اخذ عن الاحنف بن قیس[5] و قیس بن عباد وغیر هما عن علی '
و هکذا رواه اهل الصحیح ۔ و الحسن البصری ولد بسنتین بقیتا
من خلافه عمر و قتل عثمان و هو بالمدینه و کانت امه امه لام

---

۱ حبیب العجمی : ابو محمد من قدماء المشائخ ' صاحب الحسن
البصری ' مات سنه (۱۲۰ ھ) (وھکذا ۸/۲۵۵-۲۵۶)

۲ ابن واسع : روی عن الحسن ' مات سنه (۱۲۰) (صفه
۳-۱۹۵)

۳ مالک : مات قبل الطاعون بیسیر و کان الطاعون سنه (۱۳۱)
(صفه ۳/۲۰۹)

۴ فر قد : مات سنه (۱۳۱) (صفه ۳-۱۹۶)

۵ احنف : من سادات التابعین ادرک عهد النبی و اسلم قومه
با شارته و لم یفد علی رسول الله و وفد علی عمر وله روایه
عن عمر و عثمان و علی رضی الله عنهم مات سنه ۷۳
(شذرات ۱/۷۷)

سلمه" فلما قتل عثمان حمل ابی البصرة و کان علی بالکوفه" و الحسن فی ز منه صبی من الصبیان لا یعرف و لاله ذکر'' ۔ انتهی[1] ۔
قوله '' فهذا کله کذب '' قال الامام الیافعی فی مرآة الجنان فی ترجمه" الامام معروف الکرخی من موالی[2] علی بن موسی [الرضا، و کان ابواه نصرانیین فا سلماه الی مودب و هو صبی[3]] فکان المودب یقول له' قل ثالث ثلثه" فیقول معروف بل هو الله[4] الواحد القهار فضربه المعلم یوما علی ذالک ضربا مبرجا فهرب منه و کن ابواه یقولان لیته یرجع الینا علی ای دین شاء فنوافقه علیه ۔ ثم انه اسلم علی یدی علی بن موسی الرضا و رجع الی ابو یه فدق الباب فقیل له' من بالباب ؟ فقال معروف ' فقیل علی ان دبن ؟ فقال علی الا سلام فاسلم ابواه[5] -

و قال العلامه ابن حجر المکی[6] المحدث فی الصواعق المحرقه" فی ترجمه" الامام علی الرضا رضی الله عنه : '' و من

---

۱ منهاج السنه" م-۱۵۵ ' ۱۵۶
۲ المولی ههنا لیس مولی العتق بل مولی الاسلام کما بینه ابن حجر (القول ۱-۲۶۵)
۳ الکلام بین القوسین ساقط من (ب) و موجود فی (الف) و ایضاً فی مرآة الجنان ۱-۳۶۰)
۴ الله : زیادة فی (الف) فقط
۵ مرآة الجنان ۱/۳۶۰ ۳۶۱
۶ ابن حجرالمکی [۹۰۹-۹۷۴ھ ' ۱۵۰۴-۱۵۶۷م] هو احمد بن علی ابن حجر الهیثمی ' فقیه ' باحث ' مصری (الاعلام ۱/۲۲۳)

مواليه معروف الكرخی استاذ السری السقطی لانه اسلم علی یدیه "[۱] -

قوله " و هذا باطل باتفاق اهل هذه المعرفة فانهم متفقون علی ان الحسن لم یجتمع بعلی " - سبحان الله هذا بهتان عظیم ، فقد تقدم عن امامی هذه المعرفة علی ابن[۲] المدینی شیخ البخاری و ابی زرعة الرازی شیخ مسلم ، انهما قالا انه رآه بالمدینة الطیبة مع روایة البخاری القویة و روایة ابی یعلی الموصلی الصحیحة الصریحة فی سماعه منه رضی الله عنه و روایة الحافظ ابی نعیم الذی هو مستند ابن تیمیه [و معتمده عن الحسن ما هو صریح فی کثرة سماعه منه رضی الله عنه وغیر ذالک ، و لو تحلی ابن تیمیه[۳]] بالانصاف و تخلی من التعصب و الاعتساف لنقل اتفاق ائمة حفاظ الافاق علی خلاف ما جعل علیه الوفاق و انما قوله هذا کرده الا حادیث المسندة[۴] الموجودة فی الکتب المعتمدة[۵] المشهورة و نسبة الوضع و الکذب الیها کما قال فی هذا الکتاب ایضا ان " حدیث[۶] الموالاة قدرواه الترمذی و احمد

---

۱ صواعق ص ۱۲۲

۲ ابن : ساقط من (ب) و ابن المدینی [۱۶۱-۲۳۴ھ ، ۷۷۸-۸۴۸م] علی بن عبدالله ، البصری محدث ، حافظ ، اصولی ، اخباری مورخ ، نسابة ، لغوی (معجم المولفین ۷/۱۳۲)

۳ الکلام بین القوسین فی (الف) فقط

۴ ب : " المسند "

۵ ب : " المعتمد "

۶ ب : الحدیث و هو خطا

فی مسندہ عن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم انہ قال " من کنت مولاہ فعلی مولاہ "۔ واما[1] الزیادۃ وھی قولہ " اللھم و ال من والاہ و عاذ من عاداہ " الی آخرہ فلاریب انہ کذب[2]۔ و نقل الاثرم[3] فی سننہ عن الامام احمد " ان العباس سئالہ عن حسین الاشقر و انہ حدث بحدیثین فذکر احد ھما قال و الاخر " اللھم و ال من والاہ و عاد من عاداہ " فانکرہ ابو عبداللہ جدا و لم یشک فی ان ھذین[4] الحدیثین کذب "[5] انتھی -

و قد رواہ الامام احمد فی مسندہ مع شرطہ فیہ [و اینہ عبداللہ و غیر ھما بطرق آخر کثیرہ صحیحہ لیس فیھا الاشقر][6] -

قال الشیخ المحقق ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقہ فی رد الشیھہ الحادی عشرۃ من الرافضی : " و جواب ھذہ الشبھۃ التی ھی اقوی شبھھم یحتاج الی مقدمہ و ھی بیان الحدیث و مخرجیہ و بیان انہ حدیث صحیح لا مریہ فیہ و قد اخرجہ جماعۃ

---

۱ اما : فی الف فقط

۲ کذافی (الف) و فی (ب) : " و لاریب لانہ کذب " و الصحیح ما فی (الف)

۳ الأثرم : [.. - ۲۳۲ ، .. - ۸۴۶] علی بن المغیرۃ ، ابو الحسن ، عالم بالعربیہ و الحدیث ، لہ " النوادر " و " غریب الحدیث " (الأعلام ۵/۱۷۵)

۴ ب : " ھذا " و ھو خطأ

۵ منھاج السنہ ۴/۸۵،۸۶

۶ الکلام بین القوسین فی (الف) فقط

کا لترمذی و النسائی و احمد و طرقه کثیرة جدا ۔ و من ثم رواه ستة" عشرصحابیا ۔ و فی روایه" لاحمدانه سمعه من النبی صلے الله علیه و آله وسلم ثلثون صحابیا و شهد وابه لعلی رضی الله عنه لمانوزع فی ایام خلافته" و کثیر من اسانیده صحاح و حسان لا التفات لمن قدح فی صحته و لا لمن رده بان علیا کان بالیمن لثبوت رجوعه منها و ادارکه الحج مع النبی صلے الله علیه و آله وسلم و قول بعضهم " ان زیادة " اللهم و ال من والاه الخ موضوعة" مردودة" فقد ورد ذالک من طرق صحح الذهبی کثیرا منها "۱"۔

و قوله "و هکذا رواه اهل الصحیح " ای لم یرووا حدیثه عنه بلا واسطه" اصلا - فان اراد بالصحیح الصحیح المجرد الذی التزم اهله الصحه" کصحیح البخاری و مسلم و ابی عوانه۲ و ابن خزیمه۳ و العقیلی۴ و الاسماعیلی۵ و ابن

۱ صواعق ص ۲۴ ، ۲۵

۲ ابو عوانه" : یعقوب بن اسحاق الاسفرا ینیی ، الحافظ، صاحب المستخرج ، المتو فی سنه" ۳۱۶ (الرساله" المستطرفه ص ۲۵)

۳ ابن خزیمه [۲۲۳ - ۳۱۱ھ ، ۸۳۸ - ۹۲۴م] محمد بن اسحاق ، امام نیسابور فی عصره ، کان فقیها مجتهدا، عالما بالحدیث ، تزید مصنفاته علی ۱۴۰ (الاعلام ۶/۲۵۳)

۴ العقیلی : [.. - ۳۲۲ھ ، .. - ۹۳۴م] محمد بن عمرو ، المکی ، ابو جعفر ، من حفاظ الحدیث (صاحب کتاب الضعفاء) (الاعلام ۷/۲۱۰)

۵ الاسماعیلی : احمد بن ابراهیم بن اسمعیل ، الجرجانی ، الحافظ، صاحب المستخرج المتوفی سنه" ۳۷۱ (الرساله" المستطرفه ص ۲۴)

الجارود۱ و ابن حبان۲ و الدارقطنی و ابی نعیم و ابن السکن۳ و ابی ذر الهروی۴ و الحاکم و الضیاء و غیرها من المستخرجات و المستدرکات، فلا یصح الحصر با طلاقه لوجود۵ حدیث الحسن عن علی المرتضی کرم الله تعالی وجهه بلا واسطه فی الاخیرین و انه لا ینحصر الصحیح فی الاولین۶ - و ان اراد ما کان غالبه الصحیح فایضا هو غیر صحیح لوجوده فی الترمذی و النسائی، علی انه لولم یرو اهل الصحیح، لم یلزم عدم صحته قط، لا نهم لم یلتزموا استیعاب الصحاح، لعدم امکانه -

قوله : " و الحسن فی زمنه صبی من الصبیان " ای ما کان فی سن یا خذعنه، و هذا عجیب منه لان سنه فی زمنه کرم الله

---

۱ ابن الجارود : [.. - ۳۰۷ ، .. - ۹۲۰] عبد الله بن علی بن الجارود ، النیسابوری ، من حفاظ الحدیث ، له، "المنتقی" فی الحدیث (الاعلام ۴/۱۳۲)

۲ ابن حبان : محمد بن احمد بن معاذ التمیمی الدرامی البستی، احد الحفاظ الکبار المتوفی سنه ۳۵۴ (الرساله المستطرفه ص ۱۹)

۳ ابن السکن : سعید بن عثمان بن سعید ، ابو علی، الحافظ البغدادی المصری المتوفی سنه ۳۵۳ (نفس المرجع ص ۲۳)

۴ الهروی : [.. - ۴۳۴ھ ، .. - ۱۰۴۳م] عبد بن احمد ، عالم یا لحدیث ، من الحفاظ ، من فقهاء المالکیه یقال له، ابن السماک (الاعلام ۴/۱۴)

۵ ب : " لموجود ".

۶ ب : الاوائیین -

وجهه علی ما اعترف به ینیف علی خمس عشرة سنه ولاریب فی صحه السماع فی من خمس عند الامام احمد و البخاری و مسلم و و جمهور ائمه الحدیث - و یالیت شعری ما وجه ان الحدیث الذی روی الحسن عن عثمان رضی الله عنه فی صغره قبل خلافه علی المرتضی یکون صحیحا معتمد اعلیه اتفاقا و الحدیث الذی رواه عن علی وضی الله عنه لا یصح اجماعا بسبب صباه '

قوله : " لا یعرف و لا له' ذکر " سبحان‌الله کیف لا یعرف و لا یکون له' ذکر و قد تربی فی حجرام المومنین ام سلمه رضی الله عنها و شرب لبنها و کان فی بیتها و قد حنکه امیر المومنین عمر رضی الله عنه بیده و کانت ام سلمه تخرجه الی اصحاب رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فکانوا یدعون له' - و اخرجته الی عمر رضی الله عنه فدعا له' " اللهم فقهه ' فی‌الدین و حببه الی الناس " - و کان یحضر الجماعات و الجمع و الا عیاد فی زمن عثمان رضی الله عنه و قد سمع منه و حفظ خطبه -

[و قال ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد التیمی البستی غفر الله له' فی الثقات فی ترجمه الحسن البصری ماشافه بدریا قط الا عثمان ' و عثمان لم یشهد بدرا -

و نبین بعض ما کتب فی حق الناس سوی الحسن لیقاس ماکتب فی حقه رضی الله عنه -

قال غفر الله تعالی فی ترجمه یونس بن[1] عبید البصری یروی عن الحسن و ابن‌سیرین و لم یسمع من الحسن‌شیئا -انتهی -

---

۱ ابن : ساقط من (ب)

و قد اخرج اہل الصحیح و غیر ھم لیونس عن الحسن روایات کثیرۃ صریحہ فی سماعہ منہ - و قال الحافظ جمال الدین المزی فی التہذیب : قال عثمان الدارمی قلت یحیی بن معین یونس بن عبید احب الیک فی الحسن او حمید یعنی الطویل فقال کلاھما و قال علی بن المدینی : یونس بن عبید اثبت فی الحسن من قتادۃ، لان یونس من اصحاب الحسن و قتادۃ لیس من اقران یونس -

و قال فی ترجمۃ خیر التابعین اویس القرنی[1] رضی اللہ عنہ : و قد کان بعض اصحابنا ینکرون کونہ فی الدنیا ، فسبحان اللہ یا عجبا لاصحابہ الذین حمل عنہم العلم او لم یروا صحیح مسلم النیسابوری ایضا حیث روی عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قال : " ان رجلا یاتیکم من الیمن یقال لہ، اویس لا یدع بالیمن غیرام لہ، [قد کان بہ بیاض فدعا اللہ فاذھبہ عنہ الا موضع الدینار اوالدرھم فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم " و فی روایۃ قال : " انی سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول ان خیرالتابعین رجلاً یقال لہ، اویس لہ والدۃ و کان بہ بیاض فمروہ فلیستغفر لکم "[2]]

---

۱ اویس القرنی : ھو اویس بن عامر ، ابو عمرو ، ادرک زمن النبی و لم یرہ و بشر بہ ورای عمر بن الخطاب و من بعدہ و کان مشہورا بالزھد و العزلۃ - ، شہد بصفین سنۃ سبع و ثلاثین (اکمال ص ۲)

۲ مسلم ۱۶/۱۴-۹۵ ، و الکلام بین القوسین فی (ب) فقط ولایوجد فی (الف)

خاتمہ - نورد فیہا احادیث تبرکا و ذکری فی[1] جامع الترغیب للحافظ زکی الدین عبدالعظیم المصری[2] "عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم : "العلم علمان علم فی القلب فذالک العلم النافع و علم علی اللسان فذاک[3] حجۃ اللہ علی ابن آدم" رواہ الحافظ[4] ابوبکر الخطیب فی تاریخہ با سناد حسن و رواہ ابن عبدالبر النمری[5] فی کتاب العلم عن الحسن مرسلا با سناد صحیح[6]"، "و عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم : "العلم علمان فعلم ثابت فی القلب فذالک العلم النافع و علم فی اللسان فذالک حجۃ اللہ علی عبادہ" رواہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس و الا صبہانی فی کتابہ و رواہ البیہقی[7] عن فضیل بن عیاض[8] من قولہ غیر مرفوع[9]-

---

۱ فی : ساقط من (ب)

۲ المصری [۵۸۱ - ۶۵۶ھ، ۱۱۸۵ - ۱۲۵۸م] المنذری، عالم با لحدیث و العربیۃ، من الحفاظ المورخین (الاعلام ۴/۳۰ ۱)

۳ ب : فذالک

۴ ب : "الحاکم" بدل "الحافظ"

۵ ابن عبدالبر [۳۶۸ - ۴۶۳ھ، ۹۷۸ - ۱۰۷۱م] یوسف بن عبداللہ، القرطبی المالکی، ابو عمر، من کبار حفاظ الحدیث، مورخ، ادیب، بحاثۃ، یقال لہ، حافظ المغرب (الاعلام ۹/۳۱۶)

۶ الترغیب و الترہیب ۱/۶۷

۷ البیہقی : [۳۸۴ - ۴۵۸ھ، ۹۹۴ - ۱۰۶۶م] احمد بن الحسین، من ائمۃ الحدیث (الاعلام ۱۱۳/۱)

۸ فضیل : تعبد و انتقل الی مکۃ فنزلہا الی ان مات بہا سنۃ ۱۸۷ (معارف ص ۲۲۳)

۹ الترغیب و الترہیب ۱/۶۷

'' و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم : '' ان من العلم کھیئۃ المکنون لا یعلمہ الا العلماء باللہ عز و جل فاذا نطقوابہ لا ینکرہ الا اہل الغرۃ باللہ عز و جل '' رواہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس و ابو عبد الرحمن السلمی[1] فی اربعینہ فی التصوف[2] و قال الشیخ الجامع بین الحدیث و التصوف شہاب الدین السہروردی فی العوارف : '' حدثنا شیخنا ابو النجیب السہروردی قال اخبرنا الرئیس ابو علی بن نبہان قال انا الحسن بن فشاذان قال اناد علج بن احمد قال انا ابو عبید القاسم بن سلام قال ثنا حجاج عن حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن الحسن یرفعہ الی[3] النبی صلے اللہ علیہ و آل وسلم قال : '' ما نزل من القران آیۃ الا و لہا ظہر و بطن و لکل حرف حد و لکل حد مطلع فقلت یا ابا سعید ماالمطلع قال قوم یعملون بہ[4] -

و قال المحدث المستقیم الشیخ ابراہیم الکردی فی مطلع الجود بتحقیق التنزیہ فی وحدۃ الوجود : اخبرنا شیخنا العارف باللہ صفی الدین احمد بن محمد المدنی قدس سرہ بسندہ الی الطبرانی[5] قال حدثنا جعفر بن محمد بن ماجد البغدادی ثنا محمد بن علی بن

---

۱ السلمی [۳۲۵ - ۴۱۲ھ ' ۹۳۶ - ۱۰۲۱م] محمد بن الحسین من علماء المتصوفۃ (الاعلام ۶/۳۳۰)

۲ الترغیب و الترہیب ۱/۶۷

۳ الی : ساقط من (ب)

۴ عوارف ۱/۳۵۲

۵ الطبرانی [۲۶۰ - ۳۶۰ھ ' ۸۷۳ - ۹۷۱م] سلیمان بن احمد من کبار المحدثین (الاعلام ۳/۱۸۱)

الحسن بن شقیق المروزی ثنا ابراهیم بن الاشعث الخراسانی صاحب الفضیل بن عیاض عن الفضیل بن عیاض عن هشام بن حسان عن الحسن عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم : "من انقطع الی اللہ کفاہ اللہ کل مونہ" و رزقہ من حیث لا یحتسب و من انقطع الی الدنیا و کلہ اللہ الیہا "۔[1]

اللھم انا نسئلک بشفیع المذنبین خاتم النبیین و آلہ الطاھرین و اصحابہ الطیبین و اتباعہ الصادقین و عباد اللہ الصالحین ایما نا دائما و اسلاما قائما و احسانا نامیا و عینا باکیہ" و خدار طبافی حبک و حب حبیبک و النجاۃ من فتنہ" المحیا و المماۃ و الشھادۃ فی سبیلک و فی بلدر سولک انک علی کل شئی قدیر و با لا جابہ" جدیر وصل علی خیر خلقک محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ و احبابہ اجمعین ۔

تمت بعون الملک العز یز العلام

---

۱ المعجم الصغیر ص ۶۳ ، ۶۴

المصادر و المراجع

(الف)

الاحیاء - احیاء علوم الدین ' للغزالی ' محمد بن محمد ' ابی حامد (م ۵۰۵ھ)؛ المطبعة المیمنیه ' مصر -

اتحاف - اتحاف الفرقه بوصل الخرقه ' للسیوطی ' عبدالرحمن بن ابی بکر بن محمد ' جلال الدین (م ۹۱۱ ھ)' النج ' بانکی پور ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳م

اتمام الدرایه لقراء النقایه (علی هامش مفتاح العلوم للسکاکی) للسیوطی ' المطبعة الادبیه ' مصر ' الطبعة الاولی -

اخبار القضاة ' لوکیع محمد بن خلف بن حیان (م ۳۰۶ھ) مطبعة السعادة ' مصر ' الطبعة الاولی ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷م

الادب المفرد (مع شرحه فضل الله الصمد) للبخاری ' محمد ابن اسمعیل ' المکتبة السلفیه ' قاهره ۱۳۷۸

الاستیعاب فی اسماء الاصحاب (علی هامش الاصابه) لابن عبدالبر ' النمری ' یوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) مطبعة السعادة ' مصر ' ۱۳۲۸ھ

الاصابه فی تمییز الصحابه ' لابن حجر ' العسقلانی ' احمد بن علی ' (م ۸۵۲ھ) مطبعة السعادة' مصر ' ۱۳۲۸ھ

الاعلام ، لخیرالدین الزرکلی ، مطبعہ کوستا نسو ماس و شرکاء ، الطبعہ الثالثہ ۔

اکمال فی اسماء الرجال ، (فی آخر مشکوٰہ) للخطیب ، التبریزی ولی الدین ، محمد بن عبداللہ (م بعد ۷۳۲ھ) المجتبائی ، دہلی ، الطبعہ الرابعہ ۱۰۳۰ھ

الانتباہ فی سلاسل اولیاءاللہ ، لولی اللہ المحدث الدہلوی ، احمد بن عبدالرحیم ، (م ۱۱۷۶ھ) آرمی رقی پریس ، دہلی ۔

انفاس العارفین ، لولی اللہ المحدث الدہلوی ، مجتبائی ، دہلی ، ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۷م

(ب)

بخاری ۔ الجامع الصحیح ، للبخاری ، محمد بن اسمعیل (م ۲۵۶ھ) مطبع ہاشمی ، میرٹھ ۱۳۲۸ھ

البدایہ والنہایہ ، لابن کثیر عمادالدین ، ابوالفداء ، اسمعیل بن عمر (م ۷۷۴ھ) مطبعہ السعادۃ ، مصر ،

(ت)

التاریخ الصغیر ، للبخاری ، محمد بن اسمعیل ، انوار احمدی ، الہ آباد ، الطبعۃ الاولی ۱۳۲۵ھ

التاریخ الکبیر ، للبخاری ، محمد بن اسماعیل ، دائرۃ المعارف العثمانیہ ، حیدرآباد (دکن) الطبعہ الاولی ۱۳۶۲ھ

تاریخ مشائخ چشت ، لخلیق احمد النظامی ، ندوۃ المصنفین ،

دهلی ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۰۳ھ

تجرید اسماء الصحابہ ، لابن الاثیر ، الجزری ، مبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم (م ۶۰۶ھ) دائرۃ المعارف ، حیدرآباد (دکن) ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۱۵ھ

تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ، للسیوطی ، المکتبۃ العلمیہ ، المدینۃ المنورۃ ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ھ

تذکرۃ الحفاظ ، للذہبی ، شمس الدین ، محمد بن احمد بن عثمان ، (م ۷۴۸ھ) دائرۃ المعارف العثمانیہ ، حیدرآباد (دکن) ، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵م

الترغیب والترہیب ، للمنذری ، عبدالعظیم ، زکی الدین (م ۶۵۶ھ) مصطفی بابی حلبی ، مصر ، ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳م

ترمذی - سنن ، للترمذی ، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ، ابو عیسیٰ (م ۲۷۹ھ) مجتبائی ، دہلی

تقریب ابن حجر - تقریب التہذیب ، لابن حجر ، نولکشور ، لکھنؤ ۱۳۶۰

تقریب نووی (مع شرحہ التدریب للسیوطی) للنووی ، محی الدین بن شرف ، ابو زکریا (م ۶۷۶ھ) مکتبہ علمیہ ، المدینۃ المنورہ ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹م

تلقیح فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر ، لابن الجوزی ، عبدالرحمن ، جمال الدین ، ابوالفرج (م ۵۹۷ھ) جید برقی پریس ، دہلی

تہذیب - تہذیب التہذیب، لابن حجر، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد (دکن) الطبعۃ الاولی ۱۳۲۵ھ

تہذیب الاسماء واللغات، للنووی، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر

(ج)

جامع الاصول من احادث الرسول، لابن الاثیر، مبارک بن محمد مطبعۃ السنۃ المحمدیہ، الطبعۃ الاولی ۱۳۶۸/۱۹۴۹م

(ح)

الحاوی للفتاوی، للسیوطی، مطبعۃ السعادۃ، مصر۔

حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، لابی نعیم الاصبہانی، احمد بن عبداللہ (م ۴۳۰ھ) مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲م

(خ)

خزینۃ الاصفیاء، غلام سرور لاہوری، مطبع ثمر ہند، لکھنؤ۔

خلاصۃ التہذیب - خلاصۃ تذہیب الکمال فی اسماء الرجال، للخزرجی، احمد بن عبداللہ، صفی الدین (م ۹۲۳ھ) المطبعۃ الخیریہ، مصر، الطبعۃ الاولی ۱۳۲۳ھ

الخمیس - تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، للدیار بکری، حسین بن محمد بن الحسن (م ۹۶۶ھ) المطبعۃ الوہبیہ، مصر، ۱۲۸۳ھ

(د)

دارقطنی - سنن، للدارقطنی، علی بن عمر بن احمد (م۳۸۵ھ)

مطبع الانصاری ، دہلی ، ۱۳۱۰ھ

ابو داود - سنن لابی داود ، سلیمان بن الاشعث (م ۲۷۵ھ) مصطفی بابی حلبی ، مصر ، ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲م

الدرالکامنہ فی اعیان الماۃ الثامنہ ، لابن حجر ، دائرۃ المعارف العثمانیہ ، حیدرآباد (دکن) الطبعۃ الاولی ۱۳۴۸ھ

دہخدا - لغت نامہ علی اکبر دہخدا ، چاپخانہ دولتی ایران ، تہران ، ۱۳۳۸ھ ش

(ر)

الرسالۃ المستطرفہ ، للکتانی ، محمد بن جعفر (م ۱۳۴۵ھ) مطبوعہ نور محمد ، اصح المطابع ، کراچی ، ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰م

الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ، للمحب الطبری ، احمد ابی جعفر (م ۶۹۴ھ) مطبعۃ دارالتالیف مصر ، الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳م

(س)

السمط المجید فی شان البیعۃ والذکرو تلقینہ و سلاسل اہل التوحید ، للقشاشی ، صفی الدین احمد بن محمد بن عبد النبی (م ۱۰۷۱ھ) ، دائرۃ المعارف ، حیدرآباد (دکن) ، ۱۳۲۷ھ -

سیراعلام النبلاء ، للذہبی ، دارالمعارف ، مصر ، ۱۹۵۷ء

(ش)

شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ، لابن العماد الحنبلی ، عبدالحی

بن احمد (م ١٠٨٩ھ) مکتبۃ القدسی ، قاہرہ ، ١٣٥٠ھ

شرح الترمذی لابن عربی ۔ عارضۃ الاحوذی ، لابن العربی المالکی ، محمد بن عبداللہ بن محمد (م ٥٤٣ھ) المطبعۃ المصریۃ بالازہر ، الطبعۃ الاولی ١٣٥٠/١٩٣١ھ

شرح النخبہ ۔ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر ، لابن حجر ، مجتبائی ، دہلی ، الطبعۃ الرابعۃ ١٣٣٢ھ

شروط الائمہ ، للحازمی ، محمد بن موسی بن عثمان (م ٥٨٤ھ) المطبعۃ الاعظمیہ ، حیدرآباد (دکن) الطبعۃ الاولی ، ١٣٤١ھ

(ص)

صفۃ الصفوۃ ، لابن الجوزی ، دائرۃ المعارف ، حیدرآباد (دکن) الطبعۃ الاولی ، ١٣٥٥ھ

الصواعق المحرقہ فی الرد علی اہل البدع والزندقہ ، لابن حجر الہیشمی المکی ، احمد بن محمد بن علی ، شہاب الدین ، (م ٩٧٣ھ) المطبعۃ المیمنیہ ، مصر ، ١٣١٢ھ

(ط)

طبری ۔ تاریخ الرسل و الملوک ، للطبری ، محمد بن جریر ، ابی جعفر (م ٣١٠ھ) طبع لیدن ، بریل ١٨٩٧ھ

طبقات لخلیفہ بن خیاط ، شہاب الدین ، العصفری ، ابو عمرو (م ٢٤٠ھ) ، مطبعۃ العانی ، بغداد ، الطبعۃ الاولی ١٣٨٧ھ/١٩٦٧م

طبقات ابن سعد ۔ الطبقات الکبری ، لابن سعد (م ٢٣٠ھ)

مطبوعہ بیروت ، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸م

طبقات الصوفیہ ، لابی عبدالرحمن السلمی (م ۴۱۲ھ) مطابع دارالکتب العربی ، مصر ، الطبعۃ الاولی ، ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳م

طبقات المشاھیر - تاریخ الاسلام و طبقات المشاھیر و الاعلام، للذھبی ، مطبعۃ السعادۃ ، مصر ، ۱۳۶۹ھ

(ع)

عوارف المعارف (علی ھامش الاحیاء) للسہروردی ، عمر بن محمد بن عبداللہ (م ۶۳۲ھ) ، المطبعۃ المیمنیہ ، مصر -

(ف)

فتح الباری ، لابن حجر ، المطبعۃ البہیئۃ ، مصر ، ۱۳۴۸ھ

فتح الملہم ، شبیراحمد عثمانی ، (م ۱۳۶۹ھ) مدینہ پریس، بجنور

فخرالحسن، لفخرالدین الدھلوی (م۱۱۲۶ھ) ، البنج ، بانکی پور، ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳م

فخر الطالبین (اردو ترجمہ) سید نورالدین حسینی سلمان اکیڈیمی کراچی -

فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ ، لعلی حافظ ، شرکۃ المدینۃ للطباعۃ والنشر ، جدہ -

(ق)

قرۃ - قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، لولی اللہ المحدث الدھلوی، مجتبائی ، دھلی ۱۳۱۰ھ

قوت القلوب فی معاملہ المحبوب ' لابی طالب المکی ' محمد بن
علی عطیہ الحارثی (م ۳۸۶ھ)' مصطفی یابی حلبی ' مصر '
۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱م

القول ۔ القول المستحسن فی فخرالحسن لا حسن الزمان خان
(م ۱۱۹۹ھ) مطبعہ عزیز دکن ' حیدرآباد ' ۱۳۱۲ھ

(ک)

کتاب الجرح والتعدیل ' لابن ابی حاتم الرازی ' عبدالرحمن '
ابو محمد (م ۳۲۷ھ) دائرۃ المعارف العثمانیہ ' حیدرآباد (دکن)'
الطبعہ الاولی ' ۱۳۸۱ھ/۱۹۵۲م

کتاب الجمع ۔ بین کتابی ابی نصر الکلا باذی و ابی بکر الا
صبہانی فی رجال البخاری و مسلم ' للمقدسی ' ابن القیسرانی '
محمد بن طاهر بن علی (م ۵۰۷ھ) دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد
الطبعہ الاولی ' ۱۳۲۳ھ

الکفایہ ۔ الکفایہ فی علم الروایہ ' للخطیب البغدادی' ابوبکر
احمد بن علی (م ۴۶۳ھ)' دائرۃ المعارف العثمانیہ ' حیدرآباد (دکن)'
۱۳۵۷ھ

الکواکب الداری شرح صحیح البخاری ' للکرمانی ' محمد بن
یوسف (م ۷۸۶ھ) موسسۃ المطبوعات الاسلامیہ -

الکامل فی التاریخ لابن اثیر' علی بن محمد بن محمد بن
عبدالکریم (م ۶۳۰ھ) ادارۃ الطباعہ المنیریہ ' مصر' الطبعہ
الاولی' ۱۳۵۷ھ

(ل)

لسان العرب ، للافریقی ، جمال الدین محمد بن مکرم (م ۷۱۱ھ) المطبعۃ الکبری الامیریہ ، مصر ، الطبعۃ الاولی ، ۱۳۰۰ھ

لواقح الانوار فی طبقات الاخیار (الطبقات الکبری) ، للشعرانی ، عبدالوہاب ابن احمد ، (م ۹۷۳ھ) مطبعۃ العامرۃ الشرقیۃ ، مصر، ۱۳۱۵ھ

(م)

مرآۃ الجنان و عبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان للیافعی ، عبداللہ بن اسعد ، (م ۷۶۸ھ) ، دائرۃ المعارف ، حیدرآباد (دکن) ، الطبعۃ الاولی ، ۱۳۳۷ھ

مسلم ۔ الصحیح لمسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری (م ۲۶۱ھ)، المطبعۃ المصریہ ۔

مسند احمد - المسند للامام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)، المطبعۃ المیمنیہ ، مصر ، ۱۳۱۳ھ

المعارف ، لابن قتیبہ ، (م ۲۷۶ھ)، المطبعۃ الاسلامیہ، مصر ، الطبعۃ الاولی ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴م

معرفۃ علوم الحدیث ، للحاکم النیسابوری ، محمد بن عبداللہ ، ابو عبداللہ (م ۴۰۵ھ) ، مطبعۃ دارالکتب المصریہ ، ۱۹۳۷ھ

معجم البلدان ، للحموی ، یاقوت بن عبداللہ (م ۶۲۶ھ)، دار صادر ، بیروت ۔

مقابلہ بہ مقابلہ شد۔
الدکتور محمد عبدالحلیم الچشتی

المعجم الصغیر ' للطبرانی ' سلیمان بن احمد ' ابو القاسم (م۳٦۰ھ)
الصاری ' دھلی

معجم ما استعجم ' للاندلسی ' ابو عبید ' عبداللہ بن عبدالعزیز
البکری (م ٤٨٦ھ) ' مطبعۃ لجنۃ التالیف ' ١٣٦٨ھ/١٩٤٩م

معجم المولفین ' لعمررضا کحالہ ' مطبعۃ الترقی ' دمشق '
١٣٧٦/١٩٥٧م

مقدمہ ابن صلاح - علوم الحدیث ' لابن صلاح ' عثمان بن
عبدالرحمن ' ابو عمر (م ٦٤٣ھ) ' مطبعۃ العلمیۃ ' حلب '
الطبعۃ الاولی ' ١٣٥٠ھ/١٩٣١م -

مناقب فخریہ (اردو ترجمہ) غازی الدین خان نظام سلمان
اکیڈیمی - کراچی

منھاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ القدریۃ ' لابن تیمیہ '
احمد بن عبدالحلیم ' ابوالعباس تقی الدین (م ٧٢٨ھ)' المطبعۃ
الکبری الامیریہ ' بولاق ' مصر ' الطبعۃ الاولی ' ١٣٢٢ھ

(ن)

نووی - شرح المسلم ' للنووی ' المطبعۃ المصریۃ -

(و)

وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان ' لابن خلکان ' احمد بن
محمد بن ابی بکر ' ابوالعباس ' شمس الدین ' (م ٦٨١ھ)' مکتبۃ

النہضۃ المصریۃ، قاہرہ، الطبعۃ الاولی ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸م

Encyclopaedia Britanica 1768.

Encyclopaedia of Islam, Edited by M. Th. Houtsma, Leyden, 1927.

Encyclopaedia of Religion and Ethics, Printed by Morrison and Gibb Limited London, 1940.

Muslim Saints and Mystics, A.F.

Arbery, London : Routledge & Regan Paul.

حضرت قطبی پیر دستگیر در حضور مقدس رسیده از دل وجان [illegible] [illegible]
چہار ده سال از حیات خود دانجا [illegible] [illegible]
ص ۳۱